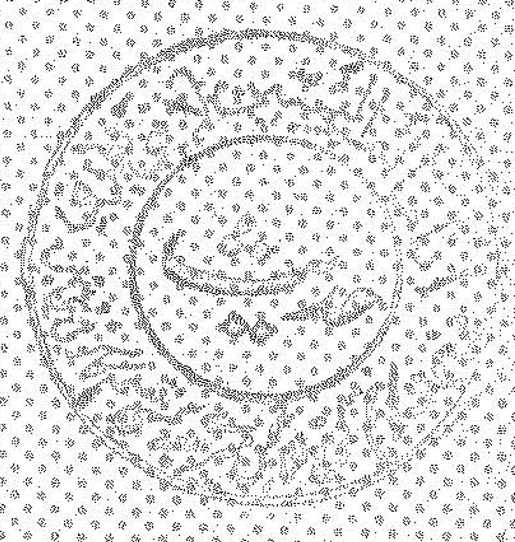
16/33

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ
۲۰ دسمبر ۱۹۶۸ء



یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان فی الجنۃ بابا یقال لہ الریان یدخل منہ الصائمون یوم القیامۃ لا یدخل منہ احد غیرھم یقال: این الصائمون فیقومون لا یدخل منہ احد غیرھم فاذا دخلوا اغلق فلم یدخل منہ احد"۔ متفق علیہ۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اس دروازے سے کوئی داخل نہیں ہوگا جب روزہ دار داخل ہو جائیں گے تو اس کو بند کر دیا جائے گا اور پھر اس دروازے سے کوئی داخل نہ ہوگا۔ (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ"۔ متفق علیہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور طلب ثواب کے لئے رکھے۔ اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "اذا جاء رمضان فتحت ابواب الجنۃ وغلقت ابواب النار وصفدت الشیاطین"۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو بند کر دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غبی علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین"۔ متفق علیہ وھذا لفظ البخاری وفی روایۃ مسلم: "فان غم علیکم فصوموا ثلاثین یوما"۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند ہی دیکھ لینے پر (روزہ) کا افطار (اختتام) کرو۔ اور اگر تم کو چاند دیکھنے میں بادل مانع ہو تو شعبان کے پورے تیس روز (شمار) کر لو۔ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اگر ابر (بادل) ہو جائے تو تیس دن پورے روزے رکھو۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "اذا نسی احدکم فاکل او شرب فلیتم صومہ، فانما اطعمہ اللہ وسقاہ"۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص بھول کر کھا پی لے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے روزے کو پورا کرے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے (بخاری و مسلم)

عن لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ قال: قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی عن الوضوء، قال: "اسبغ الوضوء وخلل بین الاصابع وبالغ فی الاستنشاق الا ان تکون صائما"۔ رواہ ابو داؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ: حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو وضو کے بارے میں بتلایئے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وضو کو کامل طریقہ سے کرو۔ اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو۔ مگر یہ کہ تم روزہ دار ہو۔ کہ پھر اتنا مبالغہ نہ چاہیئے۔ (ابوداؤد، ترمذی) ترمذی نے کہا۔ حدیث حسن صحیح ہے۔

اعتکاف کی ترغیب

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف العشر الاواخر من رمضان۔ متفق علیہ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ تعالیٰ ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ۔ متفق علیہ

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر عشرہ میں برابر اعتکاف کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ اور آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف فی کل رمضان عشرۃ ایام، فلما کان العام الذی قبض فیہ اعتکف عشرین یوما۔ رواہ البخاری۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس روز اعتکاف کیا کرتے تھے۔ پھر جب وہ سال آیا۔ جس میں آپ کی روح مبارک قبض کی گئی تو آپ نے بیس روز اعتکاف فرمایا۔ (امام بخاری نے اس حدیث کو روایت کیا ہے)

منی آرڈر ارسال کرتے وقت اپنا نام اور پتہ خوشخط لکھا کریں۔ (مینجر)

ایم عبدالرحمٰن لدھیانوی شیخوپورہ

عید الفطر کی حقیقت اور انعامات خداوندی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَزَّنَا بِشَھْرِ رَمَضَانَ۔

شکر ہے اللہ تعالےٰ کا جس نے ہم کو رمضان کے مہینہ سے معزز فرمایا۔

شَھْرٌ اُنْزِلَ فِیْہِ الرَّحْمَۃُ وَ الْغُفْرَانُ۔

جس ماہ میں رحمت اور بخشش کا نزول ہُوا۔

شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ ھِیَ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ۔

اس مہینہ میں ایک ایسی رات ہے جس کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

فِیْھَا کَانَ نُزُوْلُ الْقُرْاٰنِ۔

اس رات میں قرآن نازل ہُوا تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَنَا فِیْہِ لِقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ۔

شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو اس ماہ میں تلاوت قرآن کی توفیق بخشی۔

وَ یَسَّرَ عَلَیْنَا اَدَاءَ الصِّیَامِ وَ الْقِیَامِ بِحُسْنِ الْاِمْکَانِ۔

اور جس ذات نے ہم کو روزہ داری آسان فرمائی اور اچھی طرح سے قیام تراویح کی توفیق بخشی۔

برادران اسلام۔ مسلمانوں کی عید شکرانہ کی عید ہے۔ تکبیر و تہلیل کی عید ہے۔ سجدۂ عبودیت کی عید ہے۔ اظہارِ تذلل و انکساری کی عید ہے اس بات کی خوشی کے لئے کہ خدائے واحد نے اپنے مُوحّدوں کو اپنے احکام و اوامر اور انعام و اکرام سے سرفراز کیا۔ ظلمت کدہ عالم میں نور ہدایت بخشا۔ ستارہ پرستی بت پرستی مظاہر پرستی و دیگر ہر قسم کی پرستشوں سے بچا کر توحید کی صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ تادیب نفس۔ کسرِ شہوت اور حصول اتقا کی توفیق بخشی اور اپنے فرمانبردار بندوں پر کرم کیا اور مومنین قانتین نے سارا ماہ روزوں میں گزارا۔

پس اصلی خوشی حقیقی مسرت اور واقعی انبساط تو اس شخص کا ہے جو اس ماہ میں روزہ دار رہا اور جس نے تقوےٰ و پرہیزگاری حاصل کی۔

اسلامی عید خدا کے فضل سے تمام عیوب سے پاک ہے۔ اور اخلاقی و روحانی عظمت و برتری کا ایک بہترین نمونہ اور دلکش منظر ہے۔

مسلمانوں کی عید شراب و کباب جوا بازی آتش بازی۔ رنگ پاشی رقص و سرود کی عید نہیں بلکہ خالق کائنات کی توحید و تمجید اور شان عبدیت کا عالمگیر مظاہرہ ہے

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے کوفہ میں عید کے روز یوں خطاب فرمایا تھا۔

(۱) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدَ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ یَوْمَ الْوَعِیْدِ۔

ترجمہ:۔ اس شخص کے لئے عید نہیں ہے جس نے نئے کپڑے پہنے بلکہ عید تو اس کی ہے جو عذاب کے دن سے ڈرے۔

(۲) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ تَبَخَّرَ بِالْعُوْدِ، اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَابَ وَلَا یَعُوْدُ،

عید اس کے لئے نہیں ہے جو خوشبو لگائے۔ بلکہ اس کے لئے ہے۔ جو توبہ کرے اور پھر گناہ نہ کرے۔

(۳) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ نَصَبَ الْقُدُوْرَ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ سَعُدَ بِالْمَقْدُوْرِ،

عید اس کے لئے نہیں ہے جس نے دیگیں چڑھائیں بلکہ اس کے لئے ہے جو نیک توفیق دیا گیا۔

(۴) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ شَرِبَ وَ اَکَلَ، اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ الْعَمَلَ،

عید اس شخص کی نہیں ہے جس نے پیا اور کھایا بلکہ عید اس کی ہے جس نے اللہ کے لئے اخلاص سے عمل کیا۔

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا، اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَرَکَ الْخَطَایَا،

عید اس کی نہیں جو سواریوں پر سوار ہو، بلکہ عید اس کی ہے جو گناہوں کو چھوڑے۔

صدقہ فطر کی حکمت

پورا ماہ روزوں میں گذار کر عید کے دن بارگاہ خداوندی میں شرفِ حضوری حاصل کرنے کا صدقۂ فطر گویا نذرانہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام اپنے تمام بھائیوں میں مساوات قائم کرنا چاہتا ہے۔ امیروں اور غریبوں کو دوش بدوش کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ ایک کی خوشی سب کی خوشی بنانا چاہتا ہے اور امیروں کو غریبوں کا ہمدرد اور معاون بنانا چاہتا ہے اس لئے صدقۂ فطر کا حکم دیا تاکہ اُمرا کی عید کے ساتھ غربا کی بھی ہو جائے پس عید کا حقیقی احترام اور اصلی خوشی اس میں ہے کہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے فی کس دو سیر گندم یا اس کی قیمت عید کی نماز سے پہلے غرباء میں تقسیم کرے

عید کے مسنون احکام

عید کی رات کو عبادت کی جائے صبح کی نماز اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھے۔ غسل کرے۔ مسواک کرے خوشبو لگائے۔ نئے کپڑے پہنے۔ نماز سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھائے گھر سے عید گاہ کو جاتے ہوئے آہستہ آہستہ یہ تسبیح پڑھتا رہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

واپسی میں راستہ بدل لے۔ اور تکبیریں پڑھتا رہے۔ اور عید گاہ میں پہنچ کر بھی تکبیریں پڑھتا رہے۔

عید کے دن نفل نماز عید گاہ میں پڑھنا ممنوع ہے۔ عیدین کی نماز حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے اور اعلائے کلمۃ الحق و امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے جمعہ کے خطبہ کی طرح عید کا خطبہ سننا بھی لازم ہے لیکن عید کا خطبہ بعد از نماز عید ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ روزہ داروں کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک تو روزہ کے افطار کے وقت اور دوسری دیدار الٰہی کے وقت لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ وَعِنْدَ لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ۔ مگر مکمل خوشی اور حقیقی مسرت عید ہی کے روز حاصل ہوتی ہے مگر ان کی جو سُنّتِ رسولؐ کے مطابق اس کے تمام آداب و لوازمات بجا لاتے ہیں۔

حضورؐ عیدالفطر کی صبح کھجوریں تناول فرماتے تھے اور طاق تعداد میں کھانا آپؐ کا معمول تھا۔

ترکیب نماز

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز عیدالفطر واجب معہ چھ زائد تکبیروں کے۔ پیچھے اس امام کے منہ طرف کعبہ شریف۔ اللہ اکبر۔ پہلی رکعت میں سب نمازی تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک دل میں پڑھیں پھر تین بار کانوں تک دونو ہاتھ اٹھائیں اور ہر بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھوں کو چھوڑ دیں۔ تیسری بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں پھر امام قرات پڑھے گا اور مقتدی چپ رہیں گے اور سنیں گے۔ حسب معمول رکوع اور سجدہ کریں۔ دوسری رکعت میں جب امام قرات ختم کرے تو دو تکبیریں کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری تکبیر کے بعد اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائیں۔ پس عید کی نماز ادا ہو جائے گی۔ سرورِ کائنات کا معمول یہ تھا کہ عیدین کے دن عیدگاہ کی جانب تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے نماز شروع فرمانے بعد میں لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے حضور اپنے ارشادات میں نصیحتیں فرماتے۔ وصیتیں کرتے احکام نافذ فرماتے اور اگر آپ کا ارادہ کسی جانب فوج بھیجنے کا ہوتا تو اس کے احکام صادر فرماتے۔

ماحصل ، عید مسرت و شادمانی اور فرحت و انبساط کا عظیم دن ہے جسے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے لئے سال میں دو دفعہ مقرر فرمایا ہے بالفاظِ دیگر اسے یوں تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ دنیوی مسائل اور دوسری مصروفیتوں سے ذرا الگ ہو کر فراغت اور خوشی کے حصول کا جو فطری جذبہ انسان میں پایا جاتا ہے عیدین کے دنوں میں احباب کی مجالس سے فرحت و شادمانی حاصل کی جائے۔

اسلام نے اپنے مزاج کے مطابق عید کا جو تصوّر پیش کیا ہے اس کا تجزیہ اس حدیث میں کیا گیا ہے۔

(۱) اللہ کے حضور سجدہ نیاز (نماز)
(۲) خطبہ جس میں عبرت و موعظمت نصیحت و خیر خواہی اور پیش آمدہ مسائل میں عوام کی رہنمائی ہو۔
(۳) اسلام کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے داعی الی اللہ مبلغین کی تیاری جہاد فی سبیل اللہ کے لئے مجاہدین کے لشکروں کو بھیجنے کے احکام۔
(۴) وقتی مسائل اور حالات حاضرہ کے سلسلہ میں عوام کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا اور انہیں یہ بتلانا کہ آج تمہیں یہ کرنا ہے تمہارے فرائض یہ ہیں اور تم کو اس طریق پر عمل پیرا ہو کر ذمہ داریوں سے عہدہ بر آ ہونا چاہیئے۔

عیدالفطر کے روز اللہ رب العزت ملائکہ کے سامنے اظہارِ فخر فرماتے ہیں میرے فرشتو! اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام مکمل کرے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ہمارے آقا! کام کو مکمل طور پر انجام دینے والے مزدور کی جزا یہی ہے کہ اسے اس کی اجرت پوری پوری دی جائے اس پہ اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں۔

میرے فرشتو! میرے غلاموں اور لونڈیوں نے اپنے ذمّہ فرض (رمضان کے روزوں) کو ادا کیا ہے اور اب وہ میدان میں نکلے ہیں مجھے پکارتے اور مجھ سے فریاد کرتے ہیں تو سنو مجھے میری عزت، میرے جلال، میری شان کریمی اور میرے بلند ؎

؎ مقام ہونے کی قسم میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا اور ان کی پکار کا جواب دوں گا۔

صبحِ عید

عید کا دن ہے مسرت کے خزانوں کی کلید
روزہ داروں کو مبارک ہو طلوعِ صبح عید
ہر طرف پھیلے نہ کیوں کر شادمانی کی ضیا
ابرِ رحمت آج سب دنیا پہ ہے چھایا ہُوا
خیر مقدم جس مسلماں نے کیا رمضان کا
اس پہ لطفِ خاص سمجھو ہو گیا رحمان کا
تیس دِن پابند روزہ جو رہے ہیں نیک نام
ان کو دیتے ہیں فرشتے آج بخشش کا پیام
آج ہے ان کے لئے لاریب یہ روزِ سعید
فیض روزہ سے ہے جن کے دل کی بر آئی امید
کر رہے ہیں سب ادا مل کر نمازِ عید آج
ہو رہی ہے صائموں کو ذاتِ حق کی دید آج
رحمتِ حق سے جو انور دور ہے محروم ہیں
فی الحقیقت آج وہ ناشاد ہیں مغموم ہیں

(حافظ نور محمد انور)

بہارِ عید

دُنیا کو ایک سال سے تھا انتظارِ عید
دیکھو وہ آ گئی ہے عروسِ بہارِ عید
نکھری ہوئی فضائیں ہیں مہکی ہوئی ہوا
ہے جنتِ نگاہ ہر اک رہگذارِ عید
دامن میں بھر کے لائی ہے گلہائے تہنیت
پھولے نہیں سماتی ہے صبحِ بہارِ عید
ہے گوشہ گوشہ فرطِ مسرت سے کیف ریز
چاروں طرف ہے پھیلا ہوا کاروبارِ عید
چہروں پہ کھل رہے ہیں شگوفے نشاط کے
کتنی طرب نواز ہے صبحِ بہارِ عید
اہلِ صیام کو ہوں مبارک یہ ساعتیں
سامانِ انبساط ہوں لیل و نہارِ عید
خوشیاں برس رہی ہیں در و بام سے نثار
پھیلا ہوا ہے جیسے فسونِ نگارِ عید

(اصغر نثار قریشی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ لاہور

خدام الدین

جلد ۱۴ | ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۶۸ء | شمارہ ۳۳

جمود کو توڑنے کا سہرا جمعیۃ علماء اسلام کے سر ہے

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۸ء جمعۃ الوداع کے دن شیرانوالہ گیٹ سے ایک شاندار اور پُرامن جلوس نکالا جائے گا۔ جس کی قیادت حضرت مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان اور حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ، امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان فرمائیں گے ——— اس جلوس کا منشاء و مقصود حکومت تک اپنا یہ مطالبہ پہنچانا ہے کہ اس ملک میں اسلامی قوانین اور اسلامی نظام کو رائج کیا جائے اور یہ ایک ایسا مطالبہ ہے جو حق و انصاف اور عدل و اخلاق کے تمام تقاضوں کے مطابق فی الفور پورا کیا جانے کا مستحق ہے۔ تقسیم ملک سے پہلے مسلم لیگ اور پاکستان کے قیام کی جدو جہد میں شریک تمام لوگوں کا دعوٰے یہی تھا کہ پاکستان محض اس لئے حاصل کیا جا رہا ہے کہ اس میں مسلمانوں کو مذہبی، معاشرتی اور ثقافتی آزادی حاصل ہوگی اور ملک کے تمام قوانین شریعت اسلامیہ کے مطابق وضع کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ ہر زبان پہ اس وقت فقط یہی نعرہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا "لا الٰہ الا اللہ" جب پاکستان معرض وجود میں آ گیا تو پھر بھی ارباب اقتدار کی طرف سے یہی یقین دہانی کرائی جاتی رہی کہ اس ملک میں اسلامی نظام حیات کو نافذ کیا جائیگا اور ہر معاملہ میں کتاب و سنت کو بالادستی حاصل ہوگی ——— چنانچہ اسی نظریہ اور اساس کے پیش نظر مرحوم لیاقت علی خاں کے عہد اقتدار میں دارالعلوم دیوبند کے سپوت شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی انتھک، بے لوث اور شبانہ روز مساعی اور تحریک سے قرارداد مقاصد قومی اسمبلی میں پاس ہوئی اور پاکستان کے دستور میں کتاب و سنت کی بالادستی کو قانوناً تسلیم کیا گیا اور اس کے نفاذ کا وعدہ کیا گیا مگر یہ خواب بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔ چنانچہ اس کے بعد بھی جو شخص اقتدار کی کرسی پر آتا رہا خوشنما اور پُرفریب الفاظ میں قوم سے وعدے کرتا رہا کہ اس ملک میں اسلام کو نافذ کیا جائے گا لیکن ہنوز اس وعدے کی حیثیت ایک خواب سے آگے نہیں بڑھی حالانکہ اخلاقاً اور شرعاً اور عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کے مطابق ارباب اقتدار کا یہ فرض تھا کہ وہ قوم سے کئے گئے وعدہ کو پورا کرتے اور پاکستان کے بنیادی نظریہ اور اساس کی تکمیل فرماتے ———

اسی بنیاد اور اساس کے پیش نظر جمعیۃ علماء اسلام نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ساری مسلم قوم کے اس مطالبہ کو عام کرنے اور ارباب حکومت تک اپنی آواز پہنچانے کے لئے ملک گیر مظاہرے کرے کیونکہ اس دور میں ایسا کوئی دوسرا ذریعہ باقی نہیں رہا جس کے توسط سے جمہور کے دل کی آواز حکومت تک پہنچ سکے۔ اور وہ اس پر کان دھرے۔

جہاں تک جمعیۃ علماء اسلام کا تعلق ہے یہ کریڈٹ ملک میں صرف اسی ایک جماعت کو جاتا ہے کہ اس نے چند ماہ پہلے ملک میں پہلی مرتبہ ہزارہا علماء کرام اور مشائخ عظام کا جلوس لاہور کی سڑکوں پر نکالا اور اپنے پُرامن، پُراثر اور روح پرور مظاہرے سے دوسری جماعتوں کے لئے مثال قائم کر دی اور یہ صرف اسی جماعت کی کل پاکستان کانفرنس منعقدہ لاہور کا اسٹیج تھا جہاں سے اعلاء کلمۃ الحق کی گونج اٹھی اور ایوان اقتدار سے ٹکرائی اور جس کی صدائے بازگشت آج ملک کے کونے کونے سے سنائی دے رہی ہے۔ گویا انگریزی محاورہ میں یہی وہ جماعت ہے جس نے برف کو توڑا ہے ——— اور جمود کو توڑنے کا سہرا اسی جماعت کے سر ہے۔

ہم جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے رہنماؤں اور بالخصوص اپنے امیر محترم حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ، اور حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ، اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ کو ہدیۂ تحسین و مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے عوام کے جذبات کو حکومت تک پہنچانے اور ان کی رہنمائی کے لئے بروقت اقدام کیا اور اب قوم کے ذہنوں کو غلط راستوں پر دوڑنے سے بچانے اور انہیں ان کی اصلی منزل کی طرف سرگرم سفر ہونے کی نشاندہی کا فریضہ انجام دیا ہے اور قائدین و حامدین ملت پاکستانیہ کو ان کا بھولا بسرا سبق یاد دلایا ہے "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ"

ہمیں امید قوی ہے کہ یہ جماعت انشاءاللہ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

نمازِ عید الفطر

۹ بجے صبح بیرون کشمیری دروازہ اور مستی گیٹ کے درمیانی باغ میں ادا کی جائے گی۔ نماز عید قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انور پڑھائیں گے ———

جمعۃ الوداع کی نماز بھی مذکورہ بالا باغ میں پڑھائی جائے گی۔ تقریباً ۱۲ بجے شروع ہو جائے گی۔ خطبہ جمعہ ۱½ بجے شروع ہوگا۔

مسلمانان لاہور وقت کا خاص خیال رکھیں اور نمازیں جوق در جوق شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں لاؤڈ سپیکر اور مستورات کے لئے پردہ کا باقاعدہ انتظام ہوگا۔ بارش کی صورت میں نماز عید مسجد شیرانوالہ میں پڑھائی جائے گی۔

(ناظم انجمن خدام الدین)

(قسط ۲)

مجلسِ ذکر

دنیا کی بے ثباتی

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد:-
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

ہر کسی کو یہاں سے کوچ کرنا ہے

اس جہان سے ہم سب کو یقیناً جانا ہی جانا ہے۔ اور اس پر سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ ہمارے دادا، پردادا، نکڑ دادا نہ رہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء تشریف لائے، ایک بھی موجود نہیں۔ اس قدر آسمانِ ہدایت کے آفتاب و ماہتاب بن کے اولیائے کرام آتے، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ گیا، جنیدؒ و شبلیؒ گیا، اور اس کے علاوہ ایک نہیں، دو نہیں، لاکھوں آئے اور چلے گئے۔ ہمارے دور سے ذرا پہلے سیدنا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (بانیٔ دارالعلوم دیوبند) اسی طرح قطب الاقطاب اور امام الاولیاء حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، اسی طرح حضرت رائپوری، مولانا شاہ عبدالرحیم، شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہما، کس کس کا نام لیں، ایک سے ایک بڑھ کے رشد و ہدایت کا آفتاب و ماہتاب ہے "ایں خانہ ہمہ آفتاب است" کے مصداق کس کس دور کے، کس کس کونے اور گوشے میں کس کس بزرگ کا نام لیا جاتے، جب یہ سارے حضرات ہیں داغ مفارقت دے گئے تو پھر ہم نے بھی یہاں بیٹھ نہیں رہنا، سب کو جانا ہی جانا ہے۔

عہدِ نبوی خیر القرون تھا

ہمارا دور بدقسمتی سے بے حیائی کا ہے، فواحش و منکرات کا ہے، بے دینی کا ہے، زندقہ و الحاد کا ہے، کفر و شیطنت کا ہے۔ میں بالکل اسی لئے کہا کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی کتنا برحق ہے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ۔ سب سے بہتر زمانہ آپ فرماتے ہیں میرا ہے، حالانکہ اس وقت بھی آپ کو جنگیں کرنی پڑیں آپ پر بڑی بڑی اذیتیں اور تکلیفیں آئیں اور آپ نے بخندہ پیشانی جھیلیں لیکن پھر بھی واقعہ یہ ہے کہ آپ کے صدقے ہی وہ دور خیرالقرون بن گیا یعنی زمانوں میں سب سے بہتر زمانہ۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا جو مجھ سے جتنا قریب ہے اتنا ہی اچھا ہے اور جوں جوں آگے بڑھے گا اتنا ہی بدتر ہے تو واقعہ یہ ہے کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (پ ۲۱ س الروم رکوع ۵ آیت) جتنا فساد اب ہے، اتنا پہلے کبھی نہیں تھا۔ وہ زمانہ جنگوں کا، لڑائیوں کا اور فساد کا تھا لیکن ایٹم بموں کا نہیں تھا، سوشلزم کا نہیں تھا اور یا آج کے زمانے کی طرح امپیریلسٹوں اور سرمایہ پرستوں کا دور نہیں تھا۔ پھر بھی خدا کا کچھ نہ کچھ خوف تھا، پھر بھی نسلِ انسانیت اتنے بڑے عذابوں میں گرفتار نہیں تھی، قیصر و کسریٰ، ہامان و قارون بے شک انسانیت کے لئے اسلام کی سب سے پہلی جماعت موجود تھی، انسانیت کے لئے ابرِ بہار، انسانیت کے لئے سب سے زیادہ روشنی کا اور ہدایت کا مینار بن کر اور دنیا کے اندر آفتاب و ماہتاب بن کر پیغام ہدایت دینے کے لئے ایک نہیں ہزاروں صحابہ کرام، لاکھوں صحابہ کرام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض پاکر، صحبتِ نبوت سے فیضیاب ہوکر اطراف و جوانب ہیں، ساری دنیا کے کونے کونے میں ہدایت کا پیغام لے کر پہنچ گئے۔ اس اعتبار سے واقعی وہ زمانہ بہتر تھا۔ اب زمانہ عجیب و غریب ہے۔ کوئی پتہ ہی نہیں چلتا کہ صبح کیا ہونا ہے۔ آج کیا ہے کل کیا ہے؟ خدا کی نافرمانی اس زور و شور پر ہے کہ واقعی قربِ قیامت کی ساری نشانیاں ایک ایک کرکے سامنے آرہی ہیں۔ اس زمانے میں تو ایمان سلامت لے کر کوئی قبر میں چلا جائے تو بہت بڑا کارنامہ ہے۔

مال و اولاد کے متعلق بازپرس ضرور ہوگی

دوسری چیز ہے رزقِ حلال۔ اگر آپ حلال روزی کما کر اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت کر لیتے ہیں تو اس سے بڑا کوئی دوسرا معرکہ نہیں کیونکہ آج حلال کی روٹی نہیں مل سکتی۔ حرام کے اربوں مل سکتے ہیں، کھربوں مل سکتے ہیں اور وہ آپ کے لئے وبالِ جان بنیں گے۔ جتنا زیادہ روپیہ اتنا زیادہ عذاب کا باعث۔ کیونکہ پائی پائی کا وہاں حساب ہے، رائی رائی کا حساب ہے، قطرے قطرے کا حساب ہے، لمحے لمحے کا حساب ہے۔ اگر اللہ نے اولاد دی ہے تو اس کی بازپرس ہے انہیں کیا تعلیم دی؟ ان کو کیا تربیت دی؟ ان کے اوقات کن چیزوں میں آپ نے خرچ کرائے؟ اپنے اوقات کہاں خرچ کئے؟ دولت کہاں سے کمائی؟ خرچ کہاں کی؟ جب تک یہ سوال و جواب اور حساب کتاب نہ ہو جائے آپ کی جان چھوٹ نہیں سکتی۔ بازپرس کے بعد جو نتیجہ ہوگا اس کے مطابق آپ کا اعمالنامہ دائیں یا بائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ دائیں ہاتھ میں ہے تو بہتری کی امید ہے، بائیں ہاتھ میں ہے تو وہیں سے پتہ چل جائیگا کہ یہ عذاب کا ذریعہ ہے اور خدا کی ناراضگی کا باعث ہے، پھر نیکیاں بدیاں تلتی ہیں۔ ہر شخص کے اعمال میں کچھ اچھائیاں ہیں، کچھ برائیاں ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ نیکیوں کو تو آپ بھول جائیں۔ نیکی کر دریا میں ڈال اور بدی کو درست کر لیں۔ جب تک اس سے نجات اور چھٹکارا نہ پالیں، اس کا اپاؤ یا دفعیہ نہ کر لیں یا اس کا پورا علاج نہ کر لیں اس وقت تک آپ چین سے نہ بیٹھیں۔ مثلاً نماز رہ جاتی ہے، حج فرض ہے آپ پر، اور اس

(باقی صفحہ ۱۰ پر)



۲۲ر رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۳ر دسمبر ۱۹۶۸ء

اپنے پروردگار کی بخشائش کی طرف تیز گام ہو جاؤ!

اور

اُن اعمال کے بجا لانے میں جلدی اور سبقت کرو

جو

اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور جنّت میں لے جانے کا سبب ہیں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ: امّابعد: فاعوذ باللّٰہ من الشّیطٰن الرّجیم:-
بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم:-

وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝

(پ ۴ س آل عمران - آیت ۱۳۳)

ترجمہ: اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان اور زمین ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

ان اعمال و اخلاق کی طرف جھپٹو جو حسبِ وعدۂ خداوندی اس کی بخشش اور جنّت کا مستحق بناتے ہیں۔ چونکہ آدمی کے دماغ میں آسمان و زمین کی وسعت سے زیادہ اور کوئی وسعت نہیں آسکتی تھی اس لئے سمجھانے کے لئے جنت کے عرض کو اسی سے تشبیہ دی گئی گویا بتلا دیا کہ جنت کا عرض زیادہ سے زیادہ سمجھو، پھر جب عرض اتنا ہے تو طول کا حال خدا جانے کیا کچھ ہوگا۔

حاصل یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی بخشائش اور جنت کی طرف تیز گام ہو جاؤ اور ان اعمال کے بجا لانے میں جلدی کرو اور سبقت سے کام لو جو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور جنّت میں لے جانے کا ظاہری سبب ہیں۔

محترم حضرات! اس آیتِ مبارکہ میں ارشادِ باری یہ ہے کہ ان نیک اعمال اور اچھے اخلاق کی طرف دوڑو جن کا حکم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں۔ اور جن کے باعث اللہ تعالےٰ کی مغفرت اور جنّت کے مستحق بنو گے۔

دیکھو! اگر تم تقویٰ و پرہیزگاری کی زندگی بسر کروگے اور اللہ تعالےٰ کا خوف دل میں رکھوگے تو اس جہانِ فانی سے کوچ کر جانے کے بعد تمہارا آخری ٹھکانہ جنّت ہوگا۔ جنّت ایسی وسیع ہے اور اس کے پھیلاؤ کا یہ حال ہے کہ تمام زمین و آسمان کی چوڑائی ایک طرف اور اکیلا اس کا پھیلاؤ ایک طرف ہے۔

عزیزانِ گرامی! چونکہ ہر شخص زمین و آسمان کی وسعت اور پھیلاؤ کو سمجھتا ہے اس لئے یہاں آسمان و زمین کے پھیلاؤ کا ذکر فرمایا ہے۔ اور جب چوڑائی اس قدر ہے تو اس کے طول کا کیا کہنا کیونکہ طول ہمیشہ عرض سے زیادہ ہوتا ہے — پھر عرض کا یہاں یہ مطلب نہیں کہ سب آسمان و زمین کے پھیلاؤ سے زیادہ نہ ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کی چوڑائی اتنی تو ہے ہی باقی اس سے زیادہ کی نفی نہیں۔ اور یہ جنّت اہلِ تقویٰ کا مسکن ہے اور انہی کے لئے تیار کی گئی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں جنّت کی وسعتوں کی طرف اشارہ کرکے اُس کی طرف لپکنے اور مغفرت الٰہی کا تمغہ حاصل کرنے کی ترغیب و تحریص دلائی گئی ہے اور تقوےٰ شعاری و پرہیزگاری کا مجسمہ بننے کی تلقین کی گئی ہے۔

پس لازم ہے کہ ہم ان اعمال کو بجا لانے کی پوری کوشش کریں جو اللہ تعالےٰ کی مغفرت حاصل کرنے اور جنّت میں لے جانے کا سبب ہیں اور اس سلسلے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں۔

رمضان المبارک کا تیسرا عشرہ

آپ تمام حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم اس وقت رمضان المبارک کے تیسرے عشرہ سے گذر رہے ہیں۔ اور اکیس روزے پورے کرنے کے بعد بائیسواں روزہ گذار رہے ہیں۔ گویا تیسرے عشرہ کے بھی دو دن آج گذر جائیں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:-

وھو شھر اولہ رحمۃ و اوسطہ مغفرۃ و اٰخرہٗ عتق من النّار۔

یعنی رمضان وہ مہینہ ہے جس کی ابتداء رحمتِ الٰہی کے نزول کا وقت ہے، اس کا درمیان مغفرت کا زمانہ ہے اور آخر اس کا دوزخ سے آزاد ہونے کا وقت ہے (یعنی پورا اجر مل جانے اور جنت کا پروانہ حاصل کرنے کا وقت ہے)

محترم حضرات! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی روشنی میں ہم دوزخ سے آزاد ہونے کے وقت میں سے گذر رہے ہیں اور یہی وہ بابرکت ساعتیں ہیں جن میں بندگانِ خدا پورا اجر پاتے اور جنت کا ٹکٹ حاصل کرتے ہیں ـــــ لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ عبادت و ریاضت کریں۔ روزہ اور اس کے لوازمات کو کماحقہٗ ادا کریں، کثرتِ تلاوتِ قرآن، کثرت ذکر اللہ، کثرتِ نوافل اور درود شریف کے ورد میں زیادہ سے زیادہ مصروف رہیں، اپنے گناہوں پر نادم ہوں، حق تعالیٰ سبحانہٗ سے ان کی معافی مانگیں اور آئندہ مدت العمر تک ان سے بچنے کا عزم مصمم کریں اور آخری عشرہ کی مبارک راتوں کو جاگ کر اور عبادت میں گذاریں تاکہ لیلۃ القدر کی مبارک گھڑیاں ہمارے حصہ میں آسکیں ـــــ اور ہم صرف ایک ہی رات کی عبادت کے عوض تراسیؔ سال چار ماہ کی عبادت سے بھی زیادہ ثواب حاصل کرسکیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی دنوں اور راتوں کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث میں فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شبقدر ہوتی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت میں زمین پر تشریف لاتے ہیں اور یصلون علیٰ کل عبدٍ قائمٍ او قاعدٍ یذکر اللہ عز و جل صلوٰۃ یعنی رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ ہر اس بندہ پر جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اللہ عز و جل کا ذکر کرتا ہوا ہوتا ہے ـــــ اور جب ان لوگوں کا عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے ساتھ اپنے ملائکہ پر خوشی کا اظہار فرماتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے ـــــ اے میرے فرشتو! اس مزدور کا کیا صلہ ہے جس نے اپنی محنت پوری کر لی ہو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ خدایا! اس کا صلہ یہ ہے کہ اس کی پوری پوری مزدوری یعنی حق المحنت دیا جائے۔ ارشاد ہوگا۔ میرے بندوں اور میری بندیوں نے میرے مقرر کئے ہوئے فرض کو پورا کر دیا اور پھر وہ دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے ہوئے مجھے پکار رہے ہیں سو قسم ہے میری عزت اور میری بڑائی کی ـــــ میرے کرم اور میری عظیم شہنشاہی کی میں بالضرور اپنے ان بندوں کی دعاؤں کو قبول کروں گا ـــــ یہ فرما کر ارشاد ہوتا ہے۔ میرے بندو! جاؤ اپنے گھروں کو میں نے تم سب کی خطائیں معاف کر دیں اور تم سب کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔

آیئے! اے برادرانِ اسلام ہم اللہ تعالیٰ کے آگے دامنِ عفو و طلب پھیلائیں اور ان مبارک دنوں اور راتوں میں اپنے گذشتہ گناہوں پر نادم ہو کر اس کی جنت اور مغفرت کی طرف تیزی سے آگے بڑھیں اور جنت کا پروانہ حاصل کریں ـــــ

بقیہ: اداریہ

حق و صداقت کی آواز کو ہمیشہ اور ہر حال میں بلند کرتی رہے گی اور قال اللہ اور قال الرسول کی دلنواز صداؤں سے معاشرے اور ماحول کو گرماتی اور شریعت الٰہیہ کا پھریرا لہراتی رہے گی ـــــ ہماری عوام سے استدعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس جماعت کا ساتھ دیں۔ اور جلوس میں آدابِ اسلامی کو پوری طرح ملحوظ رکھیں اور سڑکوں پر اس شرافت و اخلاق سے گذریں کہ دنیا کہہ اٹھے کہ محمد عربی (فداہ ابی، امی) صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام جا رہے ہیں اور ان سے اسی قسم کے اخلاق و اطوار اور کردار کی توقع ہو سکتی ہے۔

امریکی مصنف کی دریدہ ذہنی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی

مولانا کوثر نیازی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مجھے اخبارات کی یہ خبر پڑھ کر سخت دکھ ہوا ہے کہ لاہور میں ان دنوں ابنارمل سائیکالوجی کے نام سے ایک امریکی پروفیسر مسٹر جے ڈی پیج کی لکھی ہوئی ایک کتاب فروخت ہو رہی ہے جسے بی اے اور ایم اے میں نفسیات کے طلباء کو بطور خاص پڑھنے کی سفارش کی جاتی ہے۔ اس کتاب میں ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں سخت گستاخی کی گئی ہے اور خاکم بدہن آپ کو مرگی کا مریض بتایا گیا ہے۔ مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ اس سے پہلے ایک امریکی رسالہ سائنس ڈائجسٹ بھی یہی گستاخی کر چکا ہے جس پر ہر طرف شدید نفرت اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تھی۔ ہم اس بات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ امریکہ کے مصنف اور ایڈیٹر محض بے خبری اور جہالت کی وجہ سے ایسی حرکتیں کر گذرتے ہیں۔ ہمیں اس بات کا علم ہے کہ امریکہ میں متعدد ایسی یونیورسٹیاں ہیں جن میں اسلامیات اور مختلف اسلامی ممالک کے باقاعدہ شعبے موجود ہیں اور جن میں بڑے ذہین اور باخبر پروفیسر ریسرچ میں مصروف ہیں ان میں مسلمان ممالک کی زبانوں کے ماہر ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر یہ بات ناقابلِ فہم اور ناقابلِ قبول معلوم ہوتی ہے کہ ایسے باخبر اداروں کی موجودگی میں مسلمانانِ عالم کے احتجاج کے باوجود ایسی بے خبری اور جہالت کا بار بار مظاہرہ ہو۔

مولانا کوثر نیازی نے کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کے بیشتر ذرائع نشر و اشاعت یہودیوں کے قبضے میں ہیں اور یہ اسلام دشمن گروہ جان بوجھ کر وقتاً فوقتاً ایسی زہریلی تحریریں پھیلاتا رہتا ہے جن سے ہماری نئی نسل کے دماغوں میں علم و تحقیق اپنے دین اور اپنے برگزیدہ پیغمبر کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا جاگزیں ہو جائے۔ انہوں نے کہا۔ میں مسلمانانِ پاکستان کی طرف سے اس یہودی سازش کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کتاب کو فی الفور ضبط کرتے ہوئے حکومت امریکہ سے سرکاری سطح پر اس طرح کی ناپاک تحریروں کے خلاف احتجاج کرے۔ میں اس بات پر بھی اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہمارے ہاں نصاب بنانے والے ادارے اس سلسلے میں اپنے فرائض کا احساس نہیں کرتے اور ایسی کتابوں کو درس میں شامل کر لیتے ہیں کہ جن سے پاکستان کے بنیادی نظریے ہی کی نفی ہو جاتی ہے۔ انہوں نے کہا حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسے اداروں کا بھی احتساب کرے اور جو لوگ اس طرح کی مجرمانہ (ص)

(ص) کوتاہی کا ارتکاب کرتے ہیں انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔

قرآن مجید فرقان حمید کی عظمت و منقبت اور رشد و ہدایت!

محمد احتشام الحسن کاندھلوی

قرآن مجید پروردگار عالم خالق کائنات اللہ رب العزت کا کلام ازلی ہے جو تمام نوعِ انسانی کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے نازل کیا گیا۔ حق و باطل اور صحیح و غلط میں فرق و امتیاز پیدا کرتا ہے اور تمام روئے زمین پر مخلوق خدا کے لئے دستورِ خداوندی اور آئینِ بندگی کی حیثیت رکھتا ہے جس کی پابندی ہر فرد بشر کے لئے ضروری ہے۔ ہر کلام متکلم کے لئے عکس اور آئینہ ہوتا ہے کلام ہی سے متکلم کی قدر و منزلت پہچانی جاتی ہے۔ چنانچہ قدرتی طور پر قرآن عظیم اللہ رب العالمین جل شانہٗ و عز سلطانہٗ کے تمام کمالات ذاتی و اسمائی و صفاتی کو جامع اور حاوی ہے اور روئے زمین پر نمونہ تمام ہے اور خداوند قدوس کی طرف سے ناطق، قطعی اور آخری حجت و برہان ہے۔ اس مقدس کتاب کو دیگر کتابوں پر وہی فوقیت اور عظمت حاصل ہے جو اللہ رب العزت کو تمام مخلوقات پر حاصل ہے۔ قرآن عظیم سے وابستگی ان تمام کمالات سے آراستگی کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے جن کا کلام ربانی مظہراتم ہے۔

قرآن مجید میں پروردگار عالم خالق مخلوقات عز شانہٗ و جل سلطانہٗ کے اوامر اور احکام اور ہدایات اور نصائح و آیات ہیں جو ساری انسانی آبادی کو درس انسانیت دیتی ہیں اور اس انسانی پوری زندگی کو اوامر و احکام الٰہی کے ماتحت کر کے عبادت و بندگی کے دائرہ میں داخل کرتی ہے۔ اس نے قدرتی طور پر قرآن مجید زندگی کے تمام شعبوں کو حاوی ہے۔ زندگی اور بندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے متعلق قرآن مجید میں صراحۃً یا اشارۃً یا دلالۃً انسان کی صحیح راہبری اور رہنمائی نہ کی گئی ہو۔ اس کے تمام اوامر و احکام کی پابندی اور بجا آوری ہی اصل عبادت و بندگی ہے۔ چنانچہ اس قرآن مجید کو لانے والے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرآن مجید کے تمام اوامر و احکام اور ہدایات کے پابند تھے۔ اس کے کسی ایک صریح حکم سے اعراض و انحراف بھی طغیان و سرکشی ہے۔ اور اس کے کسی حکم کے خلاف کسی دوسرے انسان کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں۔ لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق (خالق جل جلالہٗ کی معصیت اور نافرمانی میں اس کی مخلوق میں سے کسی فرد بشر کی بھی اطاعت و فرمانبرداری نہیں ہے) پس مخلوق کی اطاعت و فرمانبرداری کا دائرہ بہت محدود ہے اور اس حد تک ہے جب تک کہ وہ اللہ اور رسولؐ کی طاعت کے مطابق ہو۔

طاعت و عبادت صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لئے ہے اس کی مخلوق کے ذمہ تو صرف اس کے احکام و اوامر اور ہدایات و ارشادات کی خود تعمیل ہے اور دوسروں پر ان کا اجراء و نفاذ ہے۔ انسانی اختیارات تو بہت محدود اور محصور ہیں۔

قرآن مجید جب کہ کلام الٰہی اور فرمانِ خداوندی ہے تو اس کی غایت عظمت و حرمت کے ساتھ تلاوت سب سے بڑی سعادت اور اہم عبادت ہے اسی طرح غایت عظمت و حرمت کے ساتھ قرآن مجید کو سننا بھی بڑی سعادت اور اہم عبادت ہے۔ جن خدا کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل ہوا ہے آپؐ خود بھی قرآن مجید کی بہت زیادہ تلاوت فرماتے تھے اور اپنے اصحاب کرامؓ کو بھی اس کی تلاوت کی ترغیب اور تاکید فرماتے تھے۔ اور کبھی کبھی آپ دوسرے اصحاب سے بھی قرآن مجید سنتے تھے آپؐ کا ارشاد ہے کہ "قرآن مجید کی تلاوت میں ہر حرف کی تلاوت ایک مستقل نیکی ہے جو اخروی مراتب و درجات کو بلند کرتی ہے۔ پھر بھی قرآن مجید کے محض الفاظ اصل مقصود نہیں ہیں اصل مقصود اس کے مطالب اور معانی ہیں جو انسانی زندگی پر صحیح اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو سیکھنا، سکھانا، خود معلوم کرنا اور دوسروں تک پہنچانا بھی بڑی سعادت اور اہم عبادت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ اور آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عالم کو عابد پر وہی فوقیت حاصل ہے جو فوقیت و فضیلت مجھے تمہارے ادنیٰ پر حاصل ہے۔ اور علماء امت انبیاء کرام کے وارث اور جانشین ہیں۔ حفاظ اور قراء قرآن مجید کے الفاظ کے محافظ اور نگراں ہیں اور علمائے دین اس کے مطالب و معانی کے محافظ و نگراں اور صحیح ترجمان ہیں۔

پھر ان کے سعادت اور اہم عبادت ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔ پھر بھی قرآن مجید کوئی علمی دستاویز نہیں ہے بلکہ عملی دستورِ زندگی اور آئینِ بندگی ہے جس کے تمام اوامر و احکام اور ارشادات و ہدایات کو اپنی عملی زندگی میں بجا لانا اصل مقصود اور مطلوب امر ہے۔ اور یہی عبادت و بندگی ہے۔ قرآن مجید نازل اسی لئے کیا گیا ہے کہ اس کے مطابق پوری زندگی گذاری جائے۔

پس ملتِ اسلامیہ میں جو بھی کمی اور کوتاہی پائی جاتی ہے وہ اس آخری امر میں ہے ؎

آمنوا میں تو سب سے آگے ہیں
پر عملوا الصّٰلحٰت مشکل ہے

اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمان اعمال صالحہ بجا نہیں لاتے۔ خدا کے فضل و کرم سے مسلمان نمازیں بھی پڑھتے ہیں، اپنے اموال میں سے

زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں۔ اور خیر میں صدقہ و خیرات بھی خوب کرتے ہیں —— رمضان المبارک کے فرض روزے بھی رکھتے ہیں اور ذی استطاعت لوگ بیت اللہ الحرام کا حج بھی کرتے ہیں اور دیگر تمام اعمالِ صالحہ میں بھی مسلمان دیگر تمام فرقوں سے پیش پیش ہیں۔ یہی امور ان کے مومن و مسلمان ہونے کے امتیازی نشانات اور خصوصی علامات ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان تمام اعمالِ صالحہ کی بجاآوری میں ان کی اصل نظر قرآن مجید پر نہیں ہوتی جو اصل مرکزِ رُشد و ہدایت ہے اور دارین کی فلاح و نجات کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ بلکہ ان وسائط و ذرائع پر ہوتی ہے جن کے ذریعے یہ اعمال صالحہ ہمارے تک پہنچے۔ جس کا حاصل یہ نکلا کہ امتِ مسلمہ کا براہ راست عملی ربط و تعلق قرآن مجید سے منقطع ہو گیا وہ نہ قرآن مجید کو عملی حیثیت سے پڑھتے اور سیکھتے ہیں اور نہ یہ پڑھنا اور سیکھنا ان کی عملی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید پورے کا پورا عملی دستورِ زندگی اور آئینِ بندگی ہے۔ جس کے ہر ہر حکم کی پابندی اور بجاآوری اصل دین ہے۔ جس کی وجہ سے لازمی طور پر ملتِ اسلامیہ میں چند خرابیاں رونما ہوں گی۔

۱۔ بسا اوقات ایک عمل صالح کی بجاآوری کے ضمن میں متعدد صریح اوامر خداوندی کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے اور محرمات شرعیہ کا مرتکب ہو جاتا ہے ایک فرض ادا ہوتا ہے اور متعدد فرائض خداوندی ترک ہو جاتے ہیں یا ناقص ادا ہوتے ہیں بلکہ بعض دفعہ مستحسن اور مندوب امر کی خاطر فرائض میں کوتاہی ہو جاتی ہے۔

۲۔ ارکان اسلام کی پابندی اور فرائض خداوندی کی بجاآوری کے باوجود معاملات معاشرت اخلاق، صورت اور سیرت سب قرآنی تعلیمات کے خلاف ہوتی ہے۔ فطرۃً جذبات اور رجحانات سب غیر اسلامی ہوتے ہیں جو تمام اسلام اور کمال ایمان کے منافی امر ہے اور أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ۔ (پس کیا تم بعض کتاب اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو) کا مصداق بن جاتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (پس نہیں ہے سزا اس کی جو تم میں ایسا کرے مگر دنیوی زندگی میں رسوائی)

اس کا یہ اثر ہے کہ مسجد، مدرسہ اور خانقاہ کی حدود میں تو ہم مسلمان نظر آتے ہیں اور ان دائروں کے باہر مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق و امتیاز نظر نہیں آتا۔

۳۔ اسلامی صفات اور ایمانی خصوصیات جدا ہیں اور کفر و شرک کی صفات جدا ہیں ان میں فرق و امتیاز قرآن مجید فرقان حمید ہی قائم کرتا ہے۔ جو حق و باطل صحیح و غلط میں فرق و امتیاز قائم رکھنے کے لئے نازل کیا گیا ہے —— جب قرآن مجید سے عملی ربط و تعلق منقطع ہو گیا تو ساری منافقانہ عادتیں سرایت کر گئیں اور ان کا احساس تک جاتا رہا۔

۴۔ عرب کے جاہل ناخواندہ لوگوں کے جذبات و رجحانات، معتقدات و نظریات کی تبدیلی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس عروج و ترقی میں بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت کے بعد سب سے زیادہ دخل قرآن عظیم کے علم و عمل کو تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ ہمارا صحابہ کا معمول تھا کہ دس آیات پڑھتے تھے۔ پھر ان کے علم و عمل کے بعد اگلی دس آیات پڑھتے تھے۔ اسی لئے صحابہ کرام کی مقدس جماعت قرآنی تعلیم کا عملی نمونہ تھی۔ اور اب پورے قرآن مجید کی تلاوت اور افہام و تفہیم کے بعد بھی عملی جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ پھر اس کے اثرات کس طرح مرتب ہوں۔ اور قرآن مجید کے عملی نمونے کس طرح نظر آئیں؟ کلام اللہ کے بقدر قوت تاثیر کسی بشری کلام میں کسی طرح نہیں ہو سکتی جو سراسر ہدایت ہے۔ کلام اللہ کے بعد پھر کلام رسول کا مرتبہ ہے جو وحی غیر متلو ہے اور کلام اللہ کی تشریح و تفسیر ہے۔

۵۔ بسا اوقات ہم ایک دینی کام شروع کر دیتے ہیں جو دینی عروج و فروغ کا ذریعہ ہو۔ لیکن اس کے عروج و فروغ کی سعی میں ہمیں کبھی اس بات کا دھیان نہیں آتا کہ کون سا کام اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہے اور کون سا خلاف ہے حالانکہ قدم قدم پر لغزش کا خطرہ ہے والمخلصون علی خطرٍ عظیم (اور مخلص لوگ بھی خطرہ عظیم پر ہیں) دینی کام صحیح راستہ پر اسی وقت استوار رہ سکتا ہے جب کہ اس کا ہر کام قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔

۶۔ دینی عروج و فروغ کے لئے جماعتیں بنائی جاتی ہیں، مجلسیں قائم کی جاتی ہیں۔ اور ان کو چلانے کے لئے وہی سارے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جو غیر اسلامی جماعتیں اور مجلسیں اپنی اپنی ترقی کے لئے اختیار کرتی ہیں۔ نام اسلامی ہوتا ہے طریقے سب غیر اسلامی۔ یہ تو باطل کا باطل طریقوں سے مقابلہ ہے پھر حق کس طرح غالب آئے؟

اس کا مطلب یہ نہیں کہ جدید ذرائع کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے۔ جب جدید ذرائع اختیار کرنے لابدی ہیں تو ان کو اپنانے بغیر چارہ نہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ ان کا کوئی آئین و اصول شریعت کے خلاف نہ ہو ہر اصل اور شریعت کے موافق ہو، ورنہ پھر ایک اسلامی جماعت اور غیر اسلامی جماعت میں کوئی فرق و امتیاز نہ رہے گا۔

۷۔ ہمارے ذہنوں اور دماغوں سے یہ بات نکلتی جا رہی ہے کہ ہماری پوری زندگی دستوریہ خداوندی اور آئین بندگی کی پابند ہے۔ ہم غیر مسلموں کی طرح آزاد نہیں ہیں کہ جو چاہیں کریں بلکہ ہماری خواہشات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے پابند ہیں۔ اسی وقت ہم اسلام کا صحیح نمونہ بنیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم میں کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے مطابق نہ ہوں۔

اغراض پرستی، خواہشات پرستی تو خدا پرستی کے بالکل منافی متضاد امر ہے۔ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ۔ (کیا تم نے اس کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہو؟) اسی کا نتیجہ ہے مسلمان اپنے کو قرآن حدیث کے مطابق بنانے کی بجائے قرآن حدیث کو اپنی آراء کے مطابق بنانے کی

(باقی ص ۱۲ پر)

نزولِ رحمت اور جہنم سے آزادی

مولانا عبدالرحیم اشرفی

گذشتہ سے پیوستہ

نماز فجر سے سورج طلوع ہونے تک

اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَ كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَ عَلٰى دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَلٰى مِلَّةِ اَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ٥

ہم نے صبح کی اسلام کی فطرت پر، کلمہ اخلاص (توحید اور ہر کام اللہ کے لئے کرنے کا عہد) پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر، جو اللہ کی جانب یکسو ہونے والے تھے اور شریک نہیں کیا کرتے تھے۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ

میرے اللہ! جتنی نعمتیں مجھے یا تیری مخلوق میں کسی کو آج صبح ملی ہیں وہ سب کی سب تیری جانب سے عطا ہوئی ہیں۔ تو تنہا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تیرے لئے ہی حمد و ثنا ہے اور شکر بھی تیرا ہی کیا جائے گا۔

۳۔ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَّ رَسُوْلًا۔

میں اللہ کے، پروردگار، مالک، آقا، حاکم اور قانون ساز و حاجت روا اور مشکل کشا ہونے پر راضی ہوا (اُنہی کی پیروی کروں گا۔

۴۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

اللہ ہر عیب سے پاک اور ہر کمال سے موصوف ہے۔ تمام اقسام حمد اسی کے لئے ہیں اور وہ تنہا معبود برحق ہے، اس کا کوئی بھی شریک نہیں۔ اور وہ سب سے بڑا ہے۔

۵۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

میں اپنے گناہوں اور غلطیوں کی معافی طلب کرتا ہوں اللہ سے، جس کے سوا کوئی حاجت روا اور مشکلکشا اور پریشانیوں کو دور کرنے والا نہیں، وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا، ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور میں اسی کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

۶۔ اَصْبَحْنَا وَ اَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهٗ وَ نَصْرَهٗ وَنُوْرَهٗ وَ بَرَكَتَهٗ وَ هُدَاهُ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَ شَرِّ مَا بَعْدَهٗ۔

ہم نے اور ساری کائنات نے صبح کی اللہ کے لئے جو تمام عالم کا پروردگار مالک، آقا، حاکم، قانون ساز اور مربی ہے۔ اے اللہ! میں آپ سے آج کے دن کی فتح و کامرانی، مدد و نصرت، نور، برکت اور راہنمائی کا سوال کرتا ہوں اور اس دن کی برائی سے اور آج بھی جو اذیت دینے والا حادثہ رونما ہونے والا ہے اور جو اس کے بعد صادر ہونے والا ہے اس کے شر سے محفوظ رہنے کی التجا کرتا ہوں

شام کی دعائیں

یہ تمام دعائیں، جو صبح کے لئے ہیں۔ یہی دعائیں نماز مغرب کے بعد کی جائیں۔ صرف اتنا فرق کر لیا جائے کہ دعا ۱ میں اَصْبَحْنَا کی جگہ اَمْسَيْنَا۔ دوسری دعا میں اَصْبَحَ کی جگہ اَمْسٰى اور دعا ۶ میں اَصْبَحْنَا وَ اَمْسٰى کی جگہ اَمْسَيْنَا وَ اَمْسٰى کہئے۔

افطاری کے قریب کی دعائیں

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کے افطار کرنے کا وقت دعا قبول ہونے کے لئے مخصوص ہے۔

اسی بناء پر روزہ دار افطار سے کچھ وقت پہلے اپنی تمام حاجات و ضروریات اور اسلام کے غلبہ و پاکستان کی حفاظت اور یہاں اسلامی شریعت کے نفاذ و اجراء اور امتِ مسلمہ کے اسلام پر متحد ہونے اور اس دنیا میں سربلند اور معزز و محترم ہونے کی دعائیں عاجزی اور الحاح سے کریں۔ بالخصوص وہ دعائیں جو شام کے وقت کرنے کی ہیں وہ اس وقت کی جا سکتی ہیں اور اسی طرح حسب ذیل جامع دعائیں کی جاسکتی ہیں۔

۱۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

ہمارے مالک و آقا! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا (جو کام ہمیں کرنے چاہئیں تھے وہ نہیں کئے اور جو باتیں نہ کرنے کی تھیں ان میں ہم اپنی صلاحیتیں ضائع کرتے رہے) اگر آپ ہماری غلطیوں اور گناہوں کو معاف نہ فرمائیں اور ہم پر رحم نہ فرمائیں تو ہم خسارے میں مبتلا ہوں گے۔

۲۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اچھی زندگی سے نواز اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچائے رکھ۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

اے اللہ! ہم آپ سے معافی اور صحت و عافیت طلب کرتے ہیں دنیا اور آخرت دونوں میں۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنَا بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ اَغْنِنَا بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

ہمارے اللہ! ہمیں اپنے رزقِ حلال کے ذریعہ حرام سے بچائیو اور ہمیں اپنے فضل سے نواز کر اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز کر دیجیو۔

۵۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَ قَهْرِ الرِّجَالِ۔

اے اللہ! ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں پریشانیوں سے، غم سے، ناتوانی و درماندگی سے، سستی و کاہلی سے، بزدلی اور بخل سے، قرض کے بوجھ اور انسانوں کے غلبے سے۔

۶۔ اَللّٰهُمَّ بِعِزَّةِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ اَذِلَّ الشِّرْكَ وَالْمُشْرِكِيْنَ۔

اے اللہ! آپ کو آپ کی کریم ذات کی قسم! اسلام اور مسلمانوں کو عزت و سربلندی عطا فرمائیو اور شرک

و اہل شرک کو ذلیل و رسوا کیجیو۔

دعاءِ افطار

روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا کریں:۔

۱- اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ اے اللہ! میں نے آپ ہی کے لئے روزہ رکھا اور آپ ہی کے رزق پر افطار کر رہا ہوں۔

۲- افطاری کے بعد یہ دعا کریں:۔

ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللہُ - پیاس زائل ہو گئی، آنتیں تر و تازہ ہو گئیں اور انشاء اللہ اجر ثابت ہو گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

مغفرت طلب کرنے کی دعائیں

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق رمضان کا دوسرا عشرہ (۱۱ تا ۲۰ رمضان) مغفرت کا زمانہ ہے اس عشرہ میں خصوصیت سے یہ دعائیں کی جائیں:۔

سید الاستغفار

جب بھی موقع ملے یا طبیعت میں رقت اور عاجزی پیدا ہو تو یہ استغفار کیجئے جسے لسانِ رسالت نے سید الاستغفار فرمایا ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ ہی نے مجھے پیدا فرمایا میں آپ کا بندہ و غلام ہوں، آپ سے جو وعدہ (اطاعت و بندگی) میں نے کیا میں اس پر اپنی آخری حد استطاعت تک قائم ہوں، میں اپنے بُرے اعمال کے بُرے اثرات و نتائج سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، آپ نے جو نعمتیں مجھے عطا فرمائی ہیں میں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار بھی کرتا ہوں، میرے گناہ معاف فرما دیجئے کہ آپ کے سوا کوئی بھی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔

۲- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَھَزْلِیْ وَخَطَائِیْ وَعَمَدِیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ۔

اے اللہ! میرے وہ گناہ بخش دیجئو۔ جو میں نے سعی و جہد سے کئے، جو ہنسی مذاق میں کئے اور جو بھول چوک سے ہو گئے۔ اور جو عمداً ہوتے اور یہ تمام قسم کے گناہ مجھ سے سرزد ہوتے ہیں۔

لیلۃ القدر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا۔ میرے اللہ! آپ بکثرت معاف فرمانے والے ہیں ہمارے گناہ معاف کر دیجیو۔

ایک خاص استدعا

افطار کے وقت جو بھی دعا آپ کریں اور اپنی ذاتی قومی اور ملّی ضرورتوں کو اپنے اور ساری کائنات کے مالک و آقا سے بصد عجز و الحاح طلب کریں۔ اپنے موجودہ ملّی احوال کو سامنے رکھ کر اس دعا کو خصوصیت سے بار بار کیجئے کہ

اللہ رب العزت، مسلمانوں کو پھر سے اسلام کی جانب پلٹنے، اسلامی افکار و نظریات کو از سرِ نو اپنے قلوب و اذہان میں مستحکم کرنے، اسلامی شریعت پر عمل پیرا ہونے اور تمام سیاسی، مذہبی، گروہی، جماعتی، فرقہ وارانہ اور ذاتی مفادات و تعصبات سے بلند تر ہو کر، صرف اور صرف مسلمان ہونے کی بنا پر آپس میں محبت کرنے اور اسلام کے کلمہ جامعہ پر متحد ہونے اور آخرت کو دنیا پر مقدم رکھنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔

آج ہم جس رسوا کن شکست اور تباہی و انتشار میں مبتلا ہیں۔ اس کی اصل وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم نے اسلام کو پسِ پشت ڈال رکھا ہے قرآن مجید صرف خوش الحانی سے پڑھنے اور عمدہ ترین کاغذ پر خوبصورت ترین طباعت سے آراستہ کر کے نمائش گاہوں میں رکھنے کی چیز بن گیا ہے۔ نجی اور حکومتی ہر دو سطح پر اسلامی شریعت معطل اور جاہلانہ قوانین و رسوم رائج ہیں، سیاست، تہذیب، تمدن، معیشت، معاشرت، اخلاق، معاملات، ثقافت غرض ہر شعبۂ حیات میں مغضوب و ضال، یہود و نصاریٰ، ہنود و دہریہ اقوام کی نقالی ہمارا معمول ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم رب السماوات والارض کی نصرت و تائید سے محروم ہو چکے ہیں اور جن اقوام کو ہم نے اپنا قائد مان لیا ہے انہی کے رحم و کرم پر جی رہے ہیں۔

اس ذلت و رسوائی کی زندگی سے نجات پانے کا کوئی راستہ اس کے سوا نہیں کہ ہم پھر سے اپنے اسلام کی تجدید کریں۔ سچے دل سے خدائے واحد کو اپنا مالک، آقا، ہادی، مشکلکشا، معبود و حاجت روا اور ہر خیر و شر کا مالک یقین کریں۔ اور حضور سرورِ کائنات بابا بِنا هو وامہاتنا صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات سے محترم، مکرم، افضل، اعلیٰ اور سب سے زیادہ صاحبِ عقل و دانش اور ربِ ارض و سماء کا آخری فرستادہ بدل و جان یقین کریں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ مبارکہ، حیاتِ طیبہ، آپ کے ارشادات و فرامین کو واجب الاطاعت مانیں اور اپنے آپ کو کاملاً اسلامی شریعت کے حوالے کر دیں۔ اپنی ذاتی زندگیوں اور ایوانِ حکومت و سرکاری دفاتر ہر جگہ اسلامی شریعت کی پیروی کو معمول بنائیں۔ اور ہم اس انداز سے اللہ کے بندے بن جائیں کہ "اسلام" ہماری دوستی اور دشمنی کا معیار بن جائے۔

یہ انقلاب رونما ہو سکتا ہے اور اس کے دو ہی ذرائع ہیں۔ ایک تو یہ کہ دینی علوم سے بہرہ ور کچھ بندگانِ خدا تمام عصبیتوں اور مفادات سے دست کش ہو کر پوری امت کو "اپنا" سمجھیں اور اسے پھر سے اسلام کی جانب پلٹنے کی دعوت دیں اور اسے اسی منزل کی جانب مصروفِ سفر ہونے کے لئے پکاریں، جہاں ہر مسلمان اپنے ہی کنبے کا فرد متصور ہوتا تھا اور جہاں کوئی بھی تفریق مسلمانوں میں موجود نہ تھی" اور سب کے سب قرآن و حدیث کے سامنے سر جھکاتے تھے۔ ثانیاً دعوت کے ساتھ ساتھ دلوں کو پھیرنے کی قدرت رکھنے والے خدائے ذوالجلال سے انتہائی خلوص، عاجزی اور بے بسی کے جذبات میں غرق ہو کر اس امت کے لئے مسلسل دعا کی جائے۔ دعا ہی وہ اسلحہ ہے جو اس وقت کام آتا ہے جب لوہے اور بارود کے تمام ذرائع حصول کامیابی میں ناکام رہتے ہیں۔ اور رمضان مبارک بالخصوص سحری و افطار کے اوقات قبولیتِ دعا کے خصوصی لمحات ہیں، اس لئے ان پُر انوار ساعتوں میں پوری امت کے لئے دعا بہت بڑا فرض بھی ہے

(باقی صـ۱۲ـ پر)

شریعت میں حدیث کا مقام

فخرالدین صدیقی ـــــ لاہور

شرع کے لغوی معنی قانون اور ضابطہ ہیں۔ اصطلاحی طور پر اس سے مراد وہ قانون ہے جو اللہ تبارک تعالیٰ اپنے بندوں کی اصلاح و ہدایت کے لئے انبیائے کرام کی وساطت سے نازل فرماتے ہیں اور جنہیں شمع ہدایت کے پروانے دیوانہ وار اُن نور کی کرنوں میں سمیٹتے چلے گئے اور بالآخر موجودہ کتابی شکل میں ترتیب و تدوین کی گئی۔

چنانچہ محولا بالا موضوع میں شریعت اور حدیث کی اصطلاحوں کو سمجھنا اشد ضروری ہے۔ شریعت کے معنی سنت، راستہ اور طریقہ قرار پاتے ہیں لیکن اصطلاح میں شریعت ان احکام کا نام ہے جو کسی نبی کے ذریعے سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے بندوں کے لئے پیش کئے گئے۔ اسی طرح حدیث کے لغوی معنی بات اور گفتگو کے ہیں۔ لیکن اصطلاحاً حدیث کا کلمہ ان پاکیزہ اقوال سے منسوب کیا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے صادر ہوتے اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی وساطت سے ہم تک پہنچے۔

اسلام میں ہدایت کے تین اصول بالاتفاق تسلیم کئے گئے ہیں ـــــ اوّل احکامِ الٰہی جو قرآن مجید کی صورت میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا کئے گئے ہیں۔ دوئم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا عملی نمونہ جو قدم قدم پر ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے اور اسے سنت کہتے ہیں۔ اور سوئم آپؐ کے وہ فرمودات اور پیغامات جو وقتاً فوقتاً بارگاہِ رسالت سے صادر ہوتے رہتے ہیں اور شمعِ رسالت کے پروانے دیوانہ وار اُن نور کی کرنوں کو اپنے پاکیزہ سینوں میں سمیٹتے چلے گئے اور پھر یہ امانت سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچی۔ اسے حدیثِ نبویؐ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

اسلام میں ہدایت کا یہ تینوں راستے اپنی اپنی جگہ نہ صرف کارآمد بلکہ مستقل وجود کے حامل ہیں۔ قرآن عزیز ایک ایسا خزانہ ہے کہ اس کے معانی و معارف تک پہنچنا ہر انسان کی قوت سے بالا ہے۔ دراصل ہماری ہدایت کا جزوِ اعظم اور اصل الاصول مجوزہ بالا کتاب ہی ہے مگر اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا کسی نمونے کا مقتضی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ خود ایک کامل نمونہ ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے "آپ کے اخلاق مجسم قرآن تھے"۔ چنانچہ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا وجود باوجود قرآن مجید کی اور اس کے احکام کی ایک زندہ اور چلتی پھرتی تصویر تھی۔ آپؐ کے اخلاق و اعمال کے متعلق چند غیر مسلموں کی تحریریں ملاحظہ کیجئے۔

دیوان چند شرما لکھتا ہے کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بنی نوع انسان کی روح تھے اور ان کا اثر ایسا ہوتا تھا جسے ان کے رفقائے کار کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔"

پروفیسر ہیمنی لکھتا ہے کہ "اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی تھے تو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے ضمیر اور ذہن کا سا درجہ رکھتے تھے۔"

اس کے علاوہ امتِ مسلمہ کے پیروکار آپؐ کو انسانیت کا ایک اعلیٰ نمونہ قرار دیتے ہیں۔ قرآن خود عظمتِ انسانی کو بیان کرتے ہوئے پکارتا ہے "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" یقیناً ہم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے ـــــ چنانچہ آپ اشرف المخلوقات میں مثالی نمونہ قرار پاتے ہیں۔

اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بعد ہم آپ کے اخلاق کا پوری وسعت سے مطالعہ کرنا چاہیں تو جو تفصیلات حدیث اور سنت کے ذریعے سے ہمیں پہنچی ہیں وہ قرآن میں مجمل طور سے تو موجود ہیں لیکن مفصل نہیں۔ ہر انسان کے اخلاق دو قسم کے ہوتے ہیں یعنی رفتار و گفتار۔ حضور رسالتمآبؐ بھی ہر دو قسم کے اخلاقِ فاضلہ سے متصف ہیں۔ اگر آپ کی رفتار سنت سے عیاں ہے تو گفتار حدیث سے منکشف ہے اور یہ چیز مسلم ہے کہ جب کسی شخصیت کو اخلاق کے آئینے میں اتارنا ہو تو اس کے قول و فعل دونوں کو پیش کیا جائے، اگر قول کو چھوڑ دیا جائے اور محض فعل محض فعل کا عکس اتارا جائے تو وہ عکس یقیناً ادھورا ہوگا۔ یہی صورت حال شریعت میں حدیث کی ہے۔ آپؐ کے فعل کا نام اگر سنت ہے تو آپؐ کے قول کا نام حدیث ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ قرآن مجید ایک منتہی، ایک اکمل و اتم شریعت کا حامل ہے اور زمانے کے کسی دَور میں بھی اس کی تکمیل میں سرِ مُو کمی نہیں ہو سکتی۔ لیکن وہ ذاتِ والا صفات جس نے اس پاکیزہ کلام کے ایک ایک حرف کو اپنی زندگی کے آئینے میں اتارا۔ اس سے بڑھ کر اسے کون سمجھ سکتا ہے۔ میں نے ابھی ابھی عرض کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مجسم قرآن تھے، تو جب ہم یہ تسلیم کرتے ہیں تو وہ کون سی وجہ ہے جو ہمیں سنت کے بعد حدیث کو تسلیم کرنے سے مانع ہے۔

اسلام کے بنیادی عقائد میں پانچ چیزیں داخل ہیں، توحید و رسالت پر ایمان لانا، پنجگانہ نماز ادا کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا اور حج کرنا۔ ان پانچوں ارکان کو قرآن مجید نے بار بار بیان کیا ہے۔ بہت حد تک صراحت سے بھی بیان کیا ہے ـــ لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں ان کی جو تفاسیر موجود ہیں۔ قرآن مجید میں وہ اس صورت میں نہیں ملتیں۔ مثلاً نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اس کے اوقات کا تعین، رکعات کی

تعداد، رکوع و سجود اور قیام و قعدہ کی تفاسیر جس طرح کہ سنت سے عیاں ہیں یا احادیث سے مروی ہیں وہ قرآن میں نہیں ملتیں۔ وجہ یہ ہے کہ قرآن نے اصول اور معانی پر بحث کی ہے اور سنت اور حدیث کا مقام فروعات کا درجہ رکھتا ہے۔ بھلا یہ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جڑیں ہوں، تنا ہو اور درخت شاخوں، پتوں اور پھولوں سے محروم۔ ایسے درخت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ وہی درخت کارآمد اور نفع رساں سمجھا جاتا ہے جس کی جڑیں مضبوط، تنا مضبوط اور شاخیں سرسبز و شاداب ہوں۔ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ شاخوں اور فروعات کا وجود تنے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تنے پر فروعات موجود نہ ہوں اور وہ پودا شجر کہلائے۔ بالکل یہ حیثیت شریعت میں قرآن، سنت اور حدیث کی ہے۔ اصل ہونے کی وجہ سے قرآن ایک مضبوط جڑوں والا ایک مضبوط ترین تنا ہے اور سنت و حدیث اس کی سرسبز و شاداب شاخیں ہیں۔ درخت کی تکمیل کے لئے تنے کے ساتھ شاخوں کا وجود مستلزم ہے تو اسلامی تعلیم کی تفصیل کے لئے قرآن مجید کی تکمیل کے بعد سنت و حدیث کا وجود لازم ہے چونکہ قرآن و سنت دونوں ذکر میں شامل ہیں اور پروردگارِ عالم نے خود ہی دونوں کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ قرآن اب بھی یہ پکار رہا ہے۔ چنانچہ ان دونوں کا اشتراک لازم ہے۔ کیونکہ دونوں کا ظہور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہوا اور دونوں کا ماخذ وحی الٰہی ہے۔ دونوں کی حفاظت، حفظ اور کتابت سے ہوئی ہے۔ قرآن کی حفاظت قرّاء اور لکھنے والوں نے کی، حدیث کی حفاظت حفاظ حدیث اور کاتبوں نے فرمائی البتہ حفاظت کے طریقوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ اسی لئے سنت کا مرتبہ قرآن عزیز کے بعد رکھا گیا ہے۔ مگر قرآن عزیز کے معنی میں احتمال پایا جائے تو سنت کا فیصلہ ہی قاضی اور ناطق ہوگا، کیوں کہ سنت کا نزول بھی عزت مآب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوا۔ جب دونوں علوم کا ماخذ و منبع ایک ہی ٹھہرا تو ایک ہی ٹھہرا تو ایک کی تصدیق دوسرے کی تکذیب، ایک کا اقرار، دوسرے کا انکار موجبِ استعجاب ہوگا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: قرآن مجید فرقان حمید کی عظمت و منقبت

سعی میں لگے ہوتے ہیں۔

۸۔ جب قرآن مجید کے جامع اور مکمل دستورِ خداوندی اور آئین بندگی ہونے کی حیثیت اور نوعیت دماغوں سے نکل گئی تو ہر کس و ناکس نے اس کے مطالب و معانی میں رائے زنی شروع کر دی حالانکہ اس کے مطالبُ معانی صرف وہی ہیں جو اللہ کے رسول نے اپنے اصحاب کو بتائے اور سکھائے اور معتبر و ذرائع سے ہمارے تک پہنچے۔ اور جس طرح قرآن مجید کے الفاظ کلمات، حرکات و سکنات محفوظ ہیں۔ اسی طرح اس کے مطالب اور معانی بھی محفوظ ہیں۔ ان مطالب و معانی کے خلاف کوئی جدید مطالب و معانی پیدا کرنا تو قرآن عظیم میں معنوی تحریف کے مترادف ہے اور سراسر افتراء و بہتان ہے۔

۹۔ جب ہمارے دماغوں سے قرآن عظیم کی جامعیت اور تکمیلی حیثیت نکل گئی تو لامحالہ ہم دوسروں کے خیالات و رجحانات کو قبول کرنے پر مجبور ہوگئے اور ان کی رسومات و عادات اپنی زندگی میں داخل کرنے لگے، حالانکہ قرآن مجید نازل اسی لئے کیا گیا ہے کہ تمام باطل رجحانات و خیالات اور غلط رسومات و عادات کو مٹا کر صحیح رجحانات اور جذبات پیدا کرے اور صحیح رسومات و عادات دنیا میں پھیلائے۔

۱۰۔ جب اپنی صحیح تعلیمات بنیادی معمولات چھوٹ گئے اصل مقاصد نگاہوں سے اوجھل ہوگئے تو دوسرے فرقہ والوں کو ان کی دعوت و تبلیغ بھی چھوٹ گئی۔ جب خود اس آئین خداوندی کی پوری پابندی پر آمادہ نہیں تو پھر دوسروں کو کس طرح اس کی دعوت دیں اور ملت مسلمہ کا وہ منصب فوت ہو گیا جس کی وجہ سے اس کو "خیر امت" بنا کر امرانہ حیثیت و عظمت دی گئی تھی اور تمام انسانی آبادی کی خبرگیری اور خیر خواہی کے لئے اس کو بھیجا گیا تھا۔

یہ صرف دس خرابیوں کی طرف اجمالی اشارات ہیں ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کی ساری خرابیوں کی اصل جڑ اور بنیاد یہی ہے کہ اس نے قرآن مجید کے جو اصل مرکز رشد و ہدایت ہے اپنا براہ راست عملی رشتہ منقطع کر لیا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح ہدایت ہے کہ تم میں دو امر چھوڑ کر جاتا ہوں جب تک تم ان سے وابستہ رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسرے اس کے رسولؐ کی سنت۔ اور آپؐ نے ارشاد فرمایا میرے بعد جو لوگ زندہ رہیں گے وہ بڑے انقلافات دیکھیں گے اس وقت میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا۔ کیونکہ ہر جدید بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

یہ زندگی کا بالکل سیدھا صاف راستہ ہے جس میں کہیں بھی خوف و خطرہ نہیں اسی جانب متوجہ کرنا مقصود ہے۔ ربنا هب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب

بقیہ: نزولِ رحمت اور جہنم سے آزادی

اور عظیم ترین سعادت بھی۔ اور ان سطور کا گناہگار راقم تمام درد دل رکھنے والے اور موجودہ حالات پر مضطرب مسلمان بھائیوں سے مستدعی ہے کہ وہ اس دعا کا خصوصی اہتمام کریں۔ اللّٰھم ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم۔

ایک ضروری اعلان

ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مشرقی پاکستان کے بعض مدارس کے نام پر کچھ لوگ مغربی پاکستان کے اہل خیر حضرات کے پاس چندہ کیلئے پھرتے ہیں۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ ان میں اکثر دھوکہ باز ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ ان میں کچھ لوگ جمعیۃ علماء اسلام کا نام بھی استعمال کرتے ہیں

لہٰذا اہل خیر حضرات سے گذارش ہے کہ وہ ان سفیر حضرات کی تفصیلی جانچ پڑتال کئے بغیر کسی قسم کا چندہ نہ دیں بہتر تو یہ ہے کہ مشرقی پاکستان کے مدارس کے چندے انہی مدارس کے نام پر بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔

(شمس الدین قاسمی ناظم عمومی مشرقی پاکستان جمعیت علماء اسلام)

آٹھ تراویح بدعت ہیں

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی

گذشتہ سے پیوستہ

اجماع شرح مشکوٰۃ ابن حجر ہیثمی شافعی میں ہے لکن اجمع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃ (تحفۃ الاخیار عبدالحی ص ۱۹۷، اوجز ۴۱ میں تمام صحابہ و تابعین اور تمام بعد کے علمائے دین کے اجماع کا ذکر ہے (از شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ درماثبت بالسنۃ) شرح کبیر حنبلی ص ۵۲ میں مذکورہ بالا حدیث حضرت ابی بن کعب و سائب بن یزید و یزید بن رومان و حضرت علی کے بعد ہے وہذا کالاجماع اور اہل مدینہ کے فعل کے بعد ہے، لکان مافعلہ عمر و علی و اجمع علیہ الصحابۃ فی عصرہم اولی بالاتباع اور کتاب المغنی للحنابلہ میں ہے لکان مافعلہ عمر و اجمع علیہ الصحابۃ فی عصرہ اولی بالاتباع (ص ۸۰۳) اتحاف السادہ شرح احیاء العلوم ص ۴۲۲ پر ہے و بالاجماع الذی وقع فی زمن عمر اخذ ابوحنیفۃ والنووی والشافعی و احمد والجمہور و اختارہ ابن عبدالبر. موطا امام محمد ص ۱۴۰ لان المسلمین قد اجمعوا علی ذالک، حاشیہ میں ہے ای علی صلاتہم باماہم فی لیالی رمضان فی زمان الخلفاء عمر و عثمان و علی فمن بعدہم الی یومنا ہذا۔ کشف الغمہ میں ہے، ثم امر عمر بفعلہا ثلثا و عشرین، ثلاث منہا الوتر واستقر الامر علی ذالک (اوجز)، دسوقی علی الشرح الکبیر حنبلی میں ہے وہی ثلاث و عشرون رکعۃ بالشفع والوتر کماکان علیہ عمل الصحابۃ والتابعین (اوجز) ترمذی شریف ص ۹۹ واکثر، اہل العلم علی ماروی عن علی و عمر و غیرہما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ وہو قول سفیان الثوری و ابن المبارک و شافعی و قال الشافعی وہکذا ادرکت ببلدنا بمکۃ یصلون عشرین رکعۃ الخ اور شریعت کا یہ مسئلہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اجماع کے بعد اگر کوئی خلاف کرے گا وہ گناہ اور نامعتبر ہوگا اس لئے بیس سے کم ہر قول نامعتبر و گناہ ہے۔

قیاس حدیث میں ہے کہ قیامت میں فرائض کی کمی سنتوں سے پوری کی جائے گی اس لئے سنتیں فرضوں کی مکمل ہیں تو مکمل کو تکمیل شدہ سے کم ہونا درست نہیں تو جب فرض و واجب کل بیس ہیں ان کے مکمل بھی بیس کم از کم ضروری ہیں۔ فرض فجر ۲، ظہر ۴، عصر ۴، مغرب ۳، عشا ۴ وتر جو عملی فرض ہیں ۳ کل ۲۰ ہوئے دوسرا قیاس یہ کہ حضورؐ نے فرما دیا ہے میں نے ان کو سنت کیا ہے جیسے ص ۲۷ میں گذرا تو یہ سنت ہونے میں دوسری سنتوں کے شریک ہیں، دوسری سنتیں بیس ہیں لہذا یہ بھی بیس ضروری ہیں۔ فجر کی ۲ ظہر ۶ عصر ۴ مغرب ۲ عشاء ۶ کل بیس ہیں۔ اس لئے تراویح بھی بیس ہیں۔

ائمہ اربعہ کے مذاہب میزان شعرانی ص ۱۴۸ و من ذالک قول ابی حنیفۃ والشافعی و احمد ان صلوۃ التراویح فی شہر رمضان عشرون رکعۃ و انہا فی الجماعۃ افضل مع قول مالک فی احدی الروایات عنہ انہا ستۃ و ثلاثون رکعۃ اھ کہ امام مالک کی ایک روایت میں ۳۶ اور امام اعظم اور امام شافعی و امام احمد کے نزدیک بیس ہیں بدایۃ المجتہدین ابن رشد مالکی نے بیان کیا ہے واختلفوا فی المختار من عدد الرکعات التی یقوم بہا الناس فاختار مالک فی احد قولیہ و ابوحنیفۃ والشافعی و احمد و داؤد القیام بعشرین رکعۃ سوی الوتر و ذکر ابن القاسم انہ کان یستحسن ستا و ثلاثین (اوجز) لیکن مالکی فقہ کے متن بھی بیس کو ترجیح دیتے ہیں فی الانوار الساطعۃ تتاکد صلوۃ التراویح فی رمضان وہی عشرون رکعۃ بعد صلوۃ العشاء دسوقی علی الشرح الکبیر میں ہے وہی ثلث و عشرون رکعۃ بالشفع والوتر کماکان علیہ عمل الصحابۃ والتابعین ثم جعلت فی زمن عمر بن عبدالعزیز ستا و ثلثین بغیر الشفع والوتر لکن الذی جری علیہ العمل سلفا و خلفا ہوالاول، معلوم ہوا کہ چاروں اماموں کے نزدیک راجح و قوی مذہب بیس تراویح کا ہے اور لفظ تتاکد سے سنۃ مؤکدہ ہونا بھی معلوم ہو گیا یہ تو مالکیہ کا مذہب تھا۔ نیل المآرب فقہ حنبلی کی کتاب میں ہے والتراویح سنۃ مؤکدۃ وہی عشرون رکعۃ (اوجز) شرح المہذب امام نووی شافعی ص ۳۲ ج ۴ و من السنن الراتبۃ قیام رمضان و ہو عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات بلکہ ص ۳۱ پر زیادہ مؤکد ہونا بیان ہے، باجماعت و بے جماعت سنتوں کے بعد ہے وہذا الضرب افضل مما لا تسن الا لجماعۃ لانہا تشبہ الفرائض فی سنت الجماعت۔ اور حنفیہ کے نزدیک تو ظاہر ہے، درمختار میں ہے، التراویح سنۃ مؤکدۃ ... وہی عشرون رکعۃ (شامی ۱ ص ۵۲۲) متعدد کتب شافعیہ و حنفیہ میں ہے کہ امام مالک کے یہاں بھی بیس ہی تراویح ہیں اور ہر ترویحہ کے بعد ۴ نفل ہوتی تھی۔ تاکہ مکہ مکرمہ کے طواف کے برابر ہو جائے لہذا ائمہ اربعہ کے نزدیک بیس رکعت ہی سنت مؤکدہ ہیں اور جبکہ امت ائمہ اربعہ میں دائر تھی ان کے خلاف کرنا اجماع مرکب کے خلاف کرنا ہے یہ جائز نہیں لہذا آٹھ رکعت تراویح بالکل بے اصل ہیں کہیں تراویح کے لفظ سے ان کا ثبوت نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت خلفائے راشدین کی سنت اور تمام صحابہ و تابعین کے طریقہ کے خلاف اور ائمہ اربعہ کے نزدیک ترک سنت مؤکدہ کے گناہ ہوگا اور بے اصل ہونے سے بدعت ہیں، جن حدیثوں سے ایسا شبہ ہو گیا ہے وہ تہجد کی حدیثیں ہیں اور ص ۲۷ میں عرض ہو چکا ہے کہ یہ تہجد کے علاوہ ہیں۔ ان حدیثوں کا تہجد کی حدیثیں ہونا آگے جواب ۲ میں آ رہا ہے۔ بیس تراویح، معنوی تواتر موکدہ سے ثابت ہیں اس کے خلاف کرنے سے گناہ ہوگا نیز کسی روایت کا ضعف تواتر کے بعد ناقابل التفات ہوتا ہے اور کسی سے بھی آٹھ تراویح منقول نہیں۔ بیس سے زائد تو نفل ہیں کم نہیں ہیں لہذا کم بدعت ہیں خلاف سنت مؤکدہ ہیں خلاف سنت خلفائے راشدین و سنت رسول ہیں۔

جوابات نفس مسئلہ اور دلائل کی تمہید کے بعد اب ان عبارتوں کا جواب عرض ہے۔ جو سوال میں پیش کی گئی ہیں۔ نمبروار ملاحظہ ہوں۔

(۱) یہ عمدۃ القاری میں ہے اور چونکہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کو اصحاب حدیث نے کہ جو صرف راویوں کو دیکھتے ہیں ضعیف قرار دیا ہے اس لئے یہاں اس کو بیان نہیں کیا جس کو صحیح بتایا

ہے اسی کو لکھا ہے ورنہ کتاب التراویح میں باب فضل من قام رمضان کی حدیث ۵ کے بعد ذکر کیا ہے اور راوی کا حال بھی بیان کیا ہے۔ یہ تو دیانتداری کی بات ہے کہ سند کے اعتبار سے صحیح کو صحیح اور ضعیف کو ضعیف قرار دیا جائے۔ ہم نے بھی سب سے پہلے اس حدیث میں سند کے اعتبار سے ضعف بیان کیا ہے یہ بات الگ ہے کہ دوسری تائیدات کے ذریعہ وہ صحیح یا کم از کم حسن قرار دی جا سکے جس کی تفصیل پیش ہو چکی ہے اور اس سے کوئی انکار بھی نہیں کر سکتا۔ مگر اس میں تراویح ہونا بیان نہیں رمضان میں آٹھ رکعات پڑھنا ہے آگے آتا ہے کہ وہ کون رکعات ہیں۔

(۲) یہاں بھی وہی بات ہے کہ بے غبار روایات میں دیکھا ورنہ باب فضل من قام رمضان کی حدیث ۴ کے تحت ابن عباسؓ کی حدیث کا بھی ذکر ہے اور اس کا ضعف بھی ہے (صـ۲۰۵/ج۴)، دوسری بات یہ ہے کہ حضرت جابرؓ کی حدیث میں تراویح کا لفظ نہیں ہے اس لئے ان بزرگوں کے اس کہنے سے کہ حضرت جابر کی حدیث میں تعداد ہے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ تعداد تراویح کی ہے کیونکہ اس حدیث میں قیام رمضان کا بیان ہے اور قیام رمضان تراویح و تہجد دونوں پر صادق آتا ہے خود شیخ ابن حجر ہی کہتے ہیں، باب فضل من قام رمضان۔ ای قیام لیالیہ مصلیا و المراد من قیام اللیل ما یحصل بہ مطلق القیام کما قدمناہ فی التہجد سواء و ذکر النووی ان المراد بقیام رمضان صلوۃ التراویح یعنی انہ یحصل بہا المطلوب من القیام لا ان قیام رمضان لا یکون الا بہا الخ (فتح الباری صـ۲۰۲/ج۴) اس لئے حضرت جابر کی حدیث سے تعداد بیان کرنے سے ان محدثین کا یہ منشا نہیں ہو سکتا کہ وہ تراویح کی تعداد ہے بلکہ قیام رمضان جو تہجد سے عام ہے اس کی تعداد ہے جیسے حضرت عائشہؓ کی حدیث میں ہے کہ حضورؐ رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ کا یہ قول اسی نماز کے لئے ہو سکتا ہے جو رمضان و غیر رمضان دونوں میں ہو اور وہ تہجد ہے نہ کہ تراویح اور تہجد کی تعداد بھی اکثری ہے کہ خود بھی زیادہ رکعات بیان کی ہیں۔ اور پھر حضرت عائشہؓ نے چار چار کا طول و حسن بیان فرمایا ہے حالانکہ جماعت میں حضورؐ کا ارشاد تخفیف کا ہے معلوم ہوا یہ تہجد تھا پھر آخر میں عرض کیا تھا کہ کیا آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں تو یہ عرض اسی نماز کے متعلق ہو سکتی ہے جو وتروں سے متصل ہو اور حضورؐ کا آخر شب میں وتر پڑھنا سب کو معلوم ہے تو یہ آخر شب کی نماز اور تہجد ہو گی یہی حضرت جابر کی حدیث میں تہجد ہے۔ لوگ غور نہ کرنے سے غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں لہٰذا ان محدثین کا بیان قیام رمضان بمعنی تہجد کا ہے نہ کہ تراویح کا۔ اسی لئے شیخ ابن حجر نے اس حدیث میں صرف دو رات کا ذکر ہونا دوسری حدیثوں کے خلاف قرار دے کر یہ احتمال پیدا کیا ہے کہ ممکن ہے یہ قصہ دوسرا ہو فان کانت القصۃ واحدۃ احتمل ان یکون جابر ممن جاء فی اللیلۃ الثالثۃ فلذا قتصر علی وصف لیلتین و کذا ما وقع عند مسلم من حدیث انسؓ ۴ والظاہر ان ہذا کان فی قصۃ اخری الخ حدیث انس کو کذا کہا مگر پھر دونوں کو بظاہر دوسرا قصہ کہا ہے اس لئے یہ تعداد تراویح کی نہیں ہے تہجد کی ہے شیخ ابن حجر کی یہی تحقیق ہے جن کی تحقیقات کل محدثین کے لئے شمع ہدایت ہیں۔ شیخ ابن حجر اور علامہ عینی دونوں نے تراویح کو نہیں کہا ہے صرف یہ کہا ہے کہ ان دنوں میں رکعات کی یہ روایت ملی ہے۔ جو قیام لیل یا قیام رمضان کے عام عنوان سے ہے اب یہ بات الگ ہے کہ وہ تہجد ہے تراویح نہیں جیسے کہ تراویح کی بیس کی حدیث نقل کرنے اور شیخ ابن حجر کے دوسرا قصہ قرار دینے سے ثابت ہو رہا ہے۔ بہتر ہوتا کہ عبارتوں کا مطلب غور کر کے ان کی دوسری عبارتوں کی مدد سے سمجھ لیا جاتا مگر انصاف کے ساتھ

(۳) جی ہاں نقل کیا ہے مگر یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث وتر میں گذری ہے۔ اگر وہاں کا حاشیہ بھی دیکھ لیا جاتا (صـ۱۱۴/ج۲ مطبوعہ ڈابھیل) تو معلوم ہو جاتا کہ اس کے راوی یعقوب قمی پر محدثین کو کلام ہے، نسائی نے اس کو منکر الحدیث و متروک بھی کہا ہے مگر حدیث کا مطلب بھی اوپر آ جاتا ہے کہ اگر صحیح تسلیم ہو تو یہ دوسرا قصہ ہے تہجد کا۔

(۴) کاش عبارت ناتمام نہ ہوتی اس کے بعد یہ لفظ ہیں ثم ترکہ لعذر، افادانہ لولا خشیۃ ذلک لو اظبت بکم و لا شک فی تحقق الامن من ذلک بوفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فیکون سنۃ و کونہا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتہم الخ اور اس سے پہلے کے لفظ یہ ہیں ثم استقر الامر علی العشرین فانہ المتوارث فتحصل ۴ یہ شیخ ابن ہمام روایت ضعیف سے قطع نظر کر کے اجماع سے بیس تراویح ثابت کر رہے ہیں اور حدیث سنۃ الخلفاء سے بھی اور بفرض اگر ان کی ذاتی رائے کچھ اور بھی ہوتی تو آخر حب اور محدثین کو مغالطہ ہو سکتا ہے ان کو ہونا کیا محال تھا اور عجب نہیں کہ یہ صرف شرح ہو کہ متن میں خلفاء سے دلیل لی تھی اس لئے ثبوت کو صرف خلفاء سے لیا گیا

(۵) ترجمہ ہے، پوری عبارت یہ ہے فانہ صح عنہ انہ صلی بہم ثمانی رکعات والوتر وان کان الذی استقر علیہ امرہم العشرین فہی سند سے صحیح کی روایت سے اشارہ ہے کہ ۸ اور وتر آئے ہیں مگر ہمیشہ کو جس پر استقرار ہوا وہ بیس ہیں۔ اور ۱۱ میں جو روایت پیش کی جا رہی ہے اس کو محدثین نے وہم قرار دیا ہے یہاں اس کو صحیح فرض کر کے توجیہہ کی ہے کہ حضور کے صحیح النقل اس فعل کا کبھی اتباع کیا ہو گا ورنہ ہمیشہ کو جو ثابت ہیں وہ بیس ہیں۔

(۶) یہ تو وہی حضرت جابر کی حدیث تہجد والی ہے جس کا ذکر ۱ و ۲ میں آ چکا ہے مگر خود اسی تعلیق میں اوپر حضرت ابن عباس کی بیس تراویح کی حدیث بھی نقل ہے اور دیانتداری ہے کہ اس کو ضعیف کہا ہے اور سند کے اعتبار سے سب نے ہی ضعیف کہا ہے یہ سب کی دیانت ہے۔

(۷) افسوس اس دیانت کی قدر نہیں کی جاتی کہ جس حدیث کو محدثین نے سند کی وجہ سے ضعیف کہا ہے اس کو ضعیف ہی بیان کیا جاتا ہے گو دوسرے ذرائع سے وہ قوی بن جاتی ہے اور زیادہ افسوس اس پر ہے کہ ترجمہ میں بھی گڑبڑ کی جاتی ہے، لفظ یہ ہیں لاشک فی ان تحدید التراویح فی عشرین رکعۃ لم یثبت مرفوعا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطریق صحیح علی اصول المحدثین تحدید کا ترجمہ، تعداد ہے؟ اور طریق صحیح کا ترجمہ غائب ہے، علی اصول المحدثین جو طریق صحیح کے متعلق تھا اس کو مرفوعا کے متعلق بنا دیا۔ یہ ایسی باتیں اہل علم کے

(باقی صـ۱۶ پر)

تقویٰ

حضرت مولانا عبید اللہ انورؔ مدظلہ، مندرجہ ذیل تقریر ۹ دسمبر ۶۸ء، بوقت سحری ریڈیو پاکستان لاہور کے خاص پروگرام میں کرنے والے تھے لیکن بوجہ بروقت علالت حضرت مدظلہ، کی تقریر ریڈیو سے نشر نہ ہو سکی چونکہ خدام الدین مورخہ ۶ دسمبر ۶۸ء میں اس نشری تقریر کا اعلان ہو چکا تھا اس لئے قارئین کرام کے مطالعہ کے لئے تقریر درج ذیل ہے۔ (ادارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ :

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○

ترجمہ: اے ایمان والو! روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

صیام جمع ہے صوم کی۔ صوم یا روزہ اصطلاح شریعت میں طلوع فجر سے غروب آفتاب تک اپنے آپ کو کھانے پینے اور عملِ زوجیت سے روکے رکھنے کا نام ہے۔ احادیثِ مقدسہ میں سخت تاکید آئی ہے کہ انسان روزے کی حالت میں غیبت، فحش اور بدکلامی وغیرہ تمام گناہوں سے بچے۔ روزے سے محض فاقہ مقصود نہیں۔ کیونکہ فاقہ کرنا اور اپنے جسم کو تکلیف اور مشقت میں ڈالنا کوئی نیکی اور بھلائی یا پاکی نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود نفس انسانی کی اصلاح و تہذیب ہے۔ روزہ رکھنے سے انسان میں پرہیزگاری، نیکی اور تقویٰ کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور نفسانی خواہشوں کو قابو میں رکھنے کا ڈھنگ آ جاتا ہے۔ روزہ تعمیلِ ارشادِ خداوندی میں تزکیہ نفس و تربیت جسم دونوں کا ایک بہترین دستور العمل ہے۔ اشخاص کے انفرادی اور امت کے اجتماعی ہر دو نقطۂ نظر سے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کے ارشاد سے اسلامی روزے کی اصل غرض و غایت کی صراحت ہو جاتی ہے۔

تقویٰ کے معنی ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ناپسندیدہ چیزوں سے بچنا۔ اور لغوی معنی ہیں اَلْوَقْیُ وَالْوِقَایَۃُ نگہداشتن۔ عام طور پر متقی اور پرہیزگار اسے کہا جاتا ہے جس کے زندگی گذارنے کے کچھ اصول ہوں، جو بُری باتوں سے اجتناب کرتا ہو۔ اسلامی عبادات نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کا اوّلین مقصد تزکیہ نفس اور تربیت اخلاق اور تقویٰ ہے۔ نفس کی پاکیزگی کے لئے یہ ضروری ہے کہ کوئی ایسا دستور العمل مرتب کیا جائے جس سے اسلامی معاشرہ قائم کرنے میں آسانی ہو اور ہر فرد کو اپنے نقائص دُور کرنے، اعلیٰ اخلاق اور محاسن پیدا کرنے میں مدد ملے۔ چنانچہ رمضان کا پورا مہینہ دن کو روزہ اور رات کو نماز تراویح کے اندر محض رضائے الٰہی کے پیشِ نظر قرآن کریم کی تلاوت سننے اور اس کے معنیٰ و مطالب میں غور و فکر کرنے سے نہ صرف یہ کہ رضائے الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے بلکہ اس تربیت سے انسان میں اوامر پہ عمل آسان اور نواہی سے بچنے کی بھرپور صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں انسان کے لئے ہر قسم کی روحانی بدبختیوں اور مادی جرائم دونوں کی اصلاح کا واحد ذریعہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ کوئی شخص اس وقت تک متقی نہیں بن سکتا جب تک کہ اپنی خواہشات پہ قابو نہ پا لے۔ حرکات ذمیمہ اور سفلی جذبات کے تلاطم سے سفینہ حیات کو بچا کر نہ لے جائے۔

روزہ کا انفرادی اثر بلاشبہ روزہ دار پر پڑتا ہے۔ وہ تمام افعال قبیحہ اور اخلاقِ رذیلہ سے خود کو محفوظ رکھتا ہے۔ مختصراً یہ کہ اسلام نے انسان پر جن جن مفاسد و مضرات سے بچنے کے لئے دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ روزے سال میں کامل ایک ماہ محض اس واسطے لازمی کئے کہ انسان اپنی ان خواہشات کا محض غلام بن کے نہ رہ جائے۔ باوجود اس کے غذا حیات مستعار کی بقاء اور تحفظ کے لئے لازمی اور لابدی ہے۔ ایسے ہی استراحت و آرام جو مسلسل محنت اور مشقت کے بعد فطرت انسانی کے لئے ضروری ہے بلکہ جنسی خواہشات کی جائز تکمیل تقاضہ فطرت ہے۔ لیکن ان سب چیزوں کے لئے کچھ حدود و قیود اور شرعی پابندیاں اسی خالق کائنات نے ہمارے لئے تجویز فرمائی ہیں لیکن ان سے انتفاع کے لئے کچھ اوقات مخصوص کر دئیے۔ اگر انسان انہیں پیشِ نظر نہ رکھے تو انسان اور دیگر حیوانات میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا۔ بلکہ اپنی خواہشات کا جانوروں کی طرح غلام محض بن کے رہ جاتا کیونکہ جانوروں کے لئے یہ ضوابط نہیں ہیں۔ بلکہ جب کوئی کھانے پینے کی چیز نظر پڑی۔ تو بے روک ٹوک کھا پی لیا۔ ایسے ہی ان کی دیگر خواہشات کی تکمیل کے لئے کسی ضابطے وغیرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے انسان بھی ان سب معاملات میں اسی طرح محتاج و ضرورت مند ہوتے ہوئے بھی بعض قاعدوں ضابطوں پر عمل کرنے کے لئے مکلف اور پابند کیا گیا ہے۔ اگر اس منشائے فطرت اور ضابطۂ شریعت میں ذرا بھی ڈھیل دے دی جائے تو انسان اور دیگر حیوانات میں فرق باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ انسان کو اللہ تعالےٰ نے پابندئ شریعت کا حکم عطا فرمایا اور دیگر حیوانات کو اس سے مستثنےٰ قرار دے دیا۔ حاصل یہ نکلا کہ خورد و نوش آرام و راحت اور زناشوئی کی جائز خواہشات پہ ماہ مبارک میں اوقاتِ مخصوص میں بندش وغیرہ اسی لئے ضروری قرار دی گئی۔ جن چیزوں کی مشق اور تربیت سال میں تیس دن اس لئے کرائی گئی کہ انسان نہ صرف بقیہ گیارہ ماہ اس پر

کاربند رہے بلکہ مدت العمر اسی کے مطابق حیات مستعار کے آخری لمحہ تک اس کا پابند رہ کر اپنی جان جانِ آفرین کو سپرد کرکے فلاح دارین کے مقصود اصلی کو کامیابی سے حاصل کر لے۔ روزہ سے مقصود اصلی تقویٰ اور پرہیزگاری کی نیک عادت ڈالنا ہے اور افراد امت کو متقی بنانا ہے۔ تقوٰے نفس کی ایک مستقل کیفیت کا نام ہے۔ جس طرح مضر غذاؤں اور مضر عادتوں سے پرہیز رکھنے سے جسمانی صحت درست ہو جاتی ہے اور مادی لذتوں سے لطف و انبساط کی صلاحیت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے۔ بھوک خوب کھل کر لگنے لگتی ہے اور غذا صحیح طور پر ہضم ہونے اور جزوِ بدن بننے لگتی ہے۔ جس سے خون صحیح اور صالح پیدا ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح اس عالم میں تقویٰ اختیار کر لینے سے یعنی جو عادتیں صحتِ روحانی اور حیاتِ اخلاقی کے حق میں مضر ہیں ان سے بچے رہنے سے عالم آخرت کی لذتوں اور نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت و استعداد انسان میں بدرجہ اتم پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اسلامی روزہ کی افضلیت دیگر تمام ادھورے فاقوں، بھوک ہڑتالوں، برتوں اور برائے نام روزوں وغیرہ سے ممتاز نظر آتی ہے۔

تعلیماتِ اسلام کی رُو سے اس جہان اور اس کی ہر چیز کو حق تعالےٰ نے انسان کی ضرورت اور خدمت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور انسان کو اس کائنات کا مقصود اصلی قرار دیا ہے اور اس کی تخلیق اور غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ہ "میں نے نہیں پیدا کیا انسانوں اور جنوں کو مگر اس لئے کہ وہ میری ہی عبادت کریں"۔ اور انبیاء علیہم السلام بھی دنیا میں اسی لئے تشریف لائے کہ انسانوں کو ان کا مقصدِ تخلیق سمجھائیں اور عبادتِ الٰہی سے روشناس کرائیں۔ اسلام کی نگاہ میں انسان کا خالق و رازق اور اس کا حاکم حقیقی صرف ذاتِ باری تعالےٰ ہے۔ اس لئے دینِ اسلام کا یہ تقاضا ہے کہ ہر شخص اپنے آپ کو خدا کا بندہ مانتے ہوئے اپنی ساری زندگی کے تمام گوشوں میں اللہ جلشانہٗ کے احکام و ہدایات کو پیش نظر رکھے اور اپنی ساری زندگی اسی کی رضا جوئی، تابعداری اور عبادت میں بسر کر دے۔ لہٰذا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ عبادات فرض کی گئیں۔ چنانچہ روزہ ایک فطری اور طبعی عبادت ہے۔ کہ جس کی بار بار مشق سے انسانی ذہن اور اخلاق کی تشکیل و تکمیل ہوتی ہے —— بدیں وجہ رمضان المبارک گویا مشق اور تربیت کا مہینہ ٹھیرا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی روحانی اور جسمانی اصلاح کرے تاکہ متقی اور پرہیزگار بن جائے۔ مطلب یہ کہ مسلمان اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کی خاطر اپنی پسندیدہ اور محبوب چیزوں سے کچھ وقت کے لئے کنارہ کشی اختیار کرکے اپنے آپ کو اس چیز کا پابند بنا لے تاکہ ہمیشہ کے لئے انسان خدا کی نافرمانی، حرام اور ممنوع چیزوں سے بچ سکے۔

تقویٰ کا پھل یہ ہے کہ انسان میں اپنی عقل، سمجھ، اعضاء و جوارح اور دولت وغیرہ کے غلط استعمال کی طاقت باقی نہیں رہتی بلکہ ان کے جائز استعمال کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ تقویٰ کی غرض و غایت اور مفہوم جاننے کے لئے حضرت عمرؓ نے حضرت اُبَیؓ بن کعبؓ صحابی سے مطلب پوچھا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اگر تمہارا گذر کسی ایسے جنگل سے ہو جہاں خاردار جھاڑیوں سے لباس اور جسم کو گزند پہنچنے کا خطرہ ہو تو ایسے میں تم کیا کرو گے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ جسم اور لباس کو سمیٹ کر اس طرح گذرنے کی کوشش کریں گے کہ کسی سے الجھنے ہی نہ پائیں۔ انہوں نے فرمایا بس یہی تقوٰے ہے "اللہ بس باقی ہوس" کہ دنیا سے اس طرح بچ بچا کر سدھار جاؤ کہ منکرات و معاصی سے دامن داغدار نہ ہونے پائے۔

دعا اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم شریعتِ اسلامیہ کے احکام و فرامین پر عمل پیرا رہیں۔ تقویٰ کی نورانی چادر کو اوڑھنا، بچھونا بنائیں اور فلاح دارین حاصل کرکے دنیا سے سدھاریں۔ آمین یا الٰہ العالمین!

بقیہ: آٹھ تراویح بدعت ہیں

خلاف ہیں اور پھر عبارت کو آگے سے کاٹ ڈالا آگے عبارت یوں ہے 'وما وردفیہ من روایۃ ابن عباس متکلم فیھا علی اصولھم لکن مع ہذا لا یمکن الانکار عن ثبوتہ بفعل عمرو سکوت الصحابۃ علی ذلک و اجماعھم علی قبولہ بمنزلۃ النص علی ان لہ اصلا عندھم فمن نظر الی تعامل الصحابۃ فی امر الشریعۃ لاشک انھم اذار اوامنکرا التزا دا الانکار علی ذلک و ہذا تقویۃ معنی لروایۃ ابن عباس پھر اس کے بعد صحابہ سے حدیثیں جمع کی ہیں۔ نہ معلوم کیوں ان سے نظر ہٹا لی گئی۔ (باقی آئندہ)

سہ سالہ نصاب کا داخلہ

ادارہ تعلیم القرآن باغ محلہ جہلم میں اس سال سے حفاظ حضرات کے لئے مختصر وقت میں اردو، حساب، لکھائی اور قرأت، تجوید اور قرآن پاک کا ترجمہ اور ضرورت کے مطابق فقہ و حدیث پڑھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ ذہین اور شوقین طلباء کو حفظ کے ساتھ ساتھ بھی یہ نصاب پڑھایا جا سکتا ہے۔ تفصیل کے لئے خود آکر ملیں۔ ۵ رشوال ۸۸ھ سے داخلہ شروع ہے بیرونی طلبا کو رہائش اور کھانا بھی دیا جاتا ہے۔ (خادم ادارہ محمد رمضان)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا فاضلانہ
مبنی
درس قرآن

منعقدہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۳)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اور وہ تقریباً ایک سال رہا (میں نے اُن کے حالات میں کہیں پڑھا ہے) پورا سال رہنے کے بعد جب وہ جانے لگا تو اس نے کہا جی میں تو بڑی آرزوئیں لے کر آیا تھا اور آپ کے متعلق میں نے بہت کچھ سنا تھا لوگ کہتے ہیں کہ بایزید بہت بڑا ولی ہے، قطب ہے، یہ ہے، وہ ہے، لیکن میں نے آپ کے پاس آکر کوئی کرامت نہیں دیکھی جس سے پتہ چلتا کہ آپ اللہ کے ولی ہیں۔ فرمایا یہ ٹھیک ہے تُو نے کوئی کرامت نہ دیکھی ہو لیکن مجھے یہ تو بتا ایک سال میں تو نے دیکھا کہ میں نے کوئی کام سنت کے خلاف کیا ہو؟ تو میرے پاس ایک سال رہا ہے، ایک سال کی زندگی میں، جلوتوں میں، خلوتوں میں، تو میرا مہمانِ مقرّب تھا، تُو نے کوئی ایسا کام دیکھا ہے جو میں نے سنتِ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیا ہو؟ اُس نے کہا یہ تو میں نے نہیں دیکھا — تو فرمایا۔ اس سے بڑی کرامت اور کون سی دیکھتے ہو؟ اسی پر صوفیائے کرام نے فرمایا اور ہمارے شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے۔ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ ط۔ دین پر پکا رہنا، یہ کرامت سے بھی بلند ہے۔ یہی تو کرامت ہے۔ ایک مٹی کا بندہ، خاک و خون کا بنایا ہوا وجود، جس میں کہ عناصرِ اربعہ نہیں بلکہ کتنے ہی عناصر جمع ہیں۔ خواہشاتِ نفسانی کی دلدل میں پھنسا ہوا، میرے بزرگو اگر آج ایک انسان کو، ایک مسلمان کو پانچ وقت کی نماز نصیب ہو جائے، میری کسی بہن کو، بچی کو اگر پانچ وقت کی نماز نصیب ہو گئی، کسی بھائی کو، بزرگ کو پانچ وقت کی نماز باجماعت نصیب ہو گئی تو میں سمجھتا ہوں وہ بہت بڑا ولی ہے جس نے کہ دن میں اپنے رب کی پانچ مرتبہ اطاعت کر لی، پانچ مرتبہ خدا تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہو گیا، یہ تو بہت بڑا ولی ہو گیا، اللہ کے قریب ہو گیا۔ اور اگر ایک انسان نے ساری زندگی منہ نہیں دھویا، ہاتھ پاؤں گندے ہیں اور وہ اپنے آپ کو ولی کہتا پھرتا ہے — کس لئے؟ کہ اس کی کچھ ایسی باتیں ہمارے ذہن میں آگئیں یا ہم نے مشاہدہ کر لیں۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا — صحیح حدیث ہے۔ صحابہ کا ایک گروہ حاضرِ خدمت ہوا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف فرما نہ تھے — عائشہ صدیقہ موجود تھیں — حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا حضورؐ کی نماز کے متعلق، حضورؐ کے روزے کے متعلق، حضورؐ کی عبادت کے متعلق — تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے، جو امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حالات سے پوری طرح باخبر تھیں، آپؐ کے پورے حالات بیان فرمائے کہ حضورؐ رات کو کبھی جاگتے ہیں، کبھی سوتے ہیں، کبھی روزہ ہوتا ہے، کبھی کھوجا ہوتا ہے۔ ساری عبادت۔ تو حدیث کے الفاظ ہیں کَاَنَّھُمْ تَقَالُّوْھَا۔ وہ صحابہ سمجھے کہ حضور تو اللہ کے نبی ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ عبادت تو شاید بہت تھوڑی ہے اس لئے کہ آپؐ تو اللہ کے نبی ہیں، مقرّبِ بارگاہِ الوہیت ہیں، ہمیں اس کے سوا کوئی اور راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ کسی نے کہا۔ اَقُوْمُ لَا اَرْقُدُ۔ اللہ کی قسم ہے میں کبھی نہ سوؤں گا۔ ساری رات نفل پڑھتا رہوں گا۔ کسی نے کہا میں کبھی بھی کھوجا نہ کروں گا ہمیشہ روزے میں رہا کروں گا۔ اتنے میں امام الانبیاء تشریف لائے (صلی اللہ علیہ وسلم) تو پوچھا۔ اُس نے جواب دیا یہ بات ہوئی ہے، ہم نے یہ کہا۔ تو حدیثوں میں آتا ہے، آپؐ فرماتے ہیں۔ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ۔ تم میں سے کون ہے جو میری طرح ہو سکے۔ تم میں کوئی ہے میری طرح ہونے والا؟ اپنے آپ کو مجھ پر مت قیاس کرو۔ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔ میں تو اپنے رب کے ہاں رات گذارتا ہوں، وہ رب مجھے کھانا بھی کھلا دیتا ہے، پانی بھی پلا دیتا ہے۔ اور پھر آگے چل کر فرمایا ایک حدیث میں لِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ وَلِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ وَلِزَوْرِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ — تیرے مہمان کا تجھ پر حق، تیری بیوی کا تجھ پر حق، تیرے نفس کا تجھ پر حق۔ لِاَھْلِکَ، تیرے اہل کا تجھ پر حق۔ اسلام تو حقوق دلانے والا مذہب

(باقی آئندہ)

بقیہ: مجلس ذکر

کی توفیق کسی وجہ سے نہ ہوئی (دولت ہے تو فرض ہے، ویسے تو نہیں) لیکن جس طرح کسی بیماری یا کسی پریشانی سے جب تک نجات نہ ہو جائے انسان پریشان رہتا ہے۔ اسی طرح کارِ خیر سے جب تک فارغ نہ ہو جائیں آپ بے چین رہیں اور جب فارغ ہو جائیں تو فَھُوَ الْمُرَادُ۔ اسی طرح فرض کیجئے آپ کے ذمّے زکوٰۃ ہے اور آپ کئی سالوں کی کسی وجہ سے نہیں دے پائے تو آپ کو چین نہیں آنا چاہئے جب تک یہ فریضہ ادا نہ ہو جائے۔

شیخ الاسلام نمبر

(مضامین نگار حضرات کی خدمت میں)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور جنوری ۱۹۶۹ء کے وسط میں شیخ الاسلام سیدی و مولائی حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ایک دقیع اور بلند پایہ مضامین کا حامل "نمبر" شائع کر رہا ہے آنجناب سے درخواست ہے کہ اپنے رشحاتِ قلم سے اس "نمبر" کی زینت و افادیت میں اضافہ فرمائیں۔

مضمون ۵ جنوری تک ادارہ خدام الدین کو پہنچ جانا چاہیئے۔ امید ہے کہ آپ اس سلسلہ میں ادارہ خدام الدین کی درخواست کو شرفِ قبول سے نواز کر عنداللہ اور عندالناس ماجور ہوں گے۔

عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

تبدیلی پتہ

قاری عبدالحی عابد لائلپوری مجلس احرار اسلام پاکستان میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس لئے آئندہ تمام احباب موجودہ پتہ پر ان سے خط و کتابت کریں۔

قاری عبدالحی عابد لائلپوری مرکزی مبلغ مجلس احرار اسلام پاکستان ملتان
(ناظم نشر و اشاعت مجلس احرار اسلام پاکستان ملتان)

ضرورت سفیر

ایک رجسٹرڈ دینی ادارے کیلئے اہل علم اور دیانتدار سفیروں کی ضرورت ہے۔

پتہ: امیر انجمن خدام الاسلام رجسٹرڈ آڑہ - سہالہ روڈ راولپنڈی

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

●
کہروڑ پکا میں:- محمد اسمٰعیل نیوز ایجنٹ
●
محراب پور جنکشن میں ناظم مدرسہ عربیہ
●
منگورہ میں حافظ عبدالقیوم
●
سبی میں حاجی محمد یٰسین نیوز ایجنٹ
●
بورے والا میں مکتبہ قاسمیہ مدرسہ عربیہ
●
گجرات میں چوہدری غلام نبی سے حاصل کریں۔

تسکین الصدور
فی تحقیق احوال الموتٰی
فی البرزخ و القبور

مؤلفہ: حضرت مولانا ابو الزاہد محمد سرفراز خاں صاحب مدظلہ شیخ الحدیث نصرۃ العلوم

حضرت موصوف نے قرآنِ کریم، صحیح احادیث اور سلف صالحین کی واضح عبارات سے راحت اور عذابِ قبر کے بارے میں اسلامی نظریہ بیان کیا ہے اور صحیح احادیث اور ٹھوس عبارات سے قبر میں اعادۂ روح پر نفیس بحث کی ہے۔ نیز حضرات انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کی قبور میں حیات اور عندالقبور ان کے سماع پر واضح دلائل اور براہین سے تحقیق کی ہے اور عام سماعِ موتٰی پر بھی مختصر مگر اصولی بحث فرمائی ہے اور مسئلہ توسّل پر بھی بحمد اللہ تعالیٰ سیر حاصل اور باحوالہ بحث کی ہے اور اس سلسلے میں کیے گئے جملہ اعتراضات کے کتبِ تفسیر و عقاید، شروحِ حدیث اور فقہ سے بفضلہٖ تعالیٰ مُسکت اور شافی جوابات لکھے ہیں۔ غرضیکہ اس مسئلہ پر بہترین کتاب ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اولین فرصت میں آرڈر دیجیے تاکہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے۔

کتابت نفیس ○ کاغذ بہترین ○ جلد عمدہ اور گردپوش سے مزیّن ○ قیمت ۶/۵۰ روپے

ناظم ادارۂ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم، گوجرانوالہ
مغربی پاکستان

بچوں کا صفحہ

روزہ! ایک تربیتی پروگرام

محمد امین زاہد متعلم گورنمنٹ کالج جھنگ

روزہ مسلمانوں سے پہلے یہودیوں اور عیسائیوں میں بھی رائج تھا اور ہندوؤں میں بھی رائج ہے۔ اگرچہ عمل میں اختلاف ہے۔ ان میں سے کسی قوم میں روٹی کے علاوہ باقی ہر چیز کھانے کا نام روزہ ہے۔ اور کوئی قوم کسی ایک چیز کو ترک کر دینا روزہ سمجھتی ہے۔ اگر صحیح طور پر دیکھا جائے تو اس طرزِ عمل سے روزے کا مقصد ہرگز پورا نہیں ہو سکتا۔

مسلمانوں کے لئے روزہ کا مقصد ان سب سے بالاتر ہے۔ کیونکہ مسلمان دوسری اقوام سے ہر معاملہ میں بازی لے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر عمل کے میدان میں ان کو پرکھا جائے تو دوسرے تمام مذاہب نے اپنے بڑوں کی عمدہ نصیحتیں اور قابلِ عمل اقوال پر عمل کرنے کو صحیح نجات کا راستہ قرار دیا ہے۔ مگر اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کی ہے۔ اللہ کے احکام کی تعمیل اور تقویٰ کی صفت پیدا کرنے کے لئے روزے فرض کئے ہیں۔ اور پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ کو پیش کر دیا ہے۔ حضور اکرمؐ نے جو کام خود کیا دوسروں کو عمل کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ صوم رمضان کے معاملہ میں آپؐ کی حیاتِ طیبہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ حضورؐ نے خود روزے رکھے اور ان کے رکھنے کی تلقین فرمائی۔ اور جس طرح صحابہ کرام رضؓ نے آپؐ کو دیکھا اسی طرح عمل کیا۔

الحاصل

دوسرے مذاہب سے اسلام کا روزہ فزوں تر ہے اور بہترین خصوصیات کا حامل ہے بظاہر اسلام میں کھانے پینے سے رُکے رہنا روزہ کہلاتا ہے۔ مگر دراصل خواہشاتِ نفسانی اور حیوانانی جذبات پر قابو پانا روزہ ہے۔ مسلمانوں کا روزہ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ہ کی صحیح عکاسی کرتا ہے۔ جس میں مسلمان کے پرہیزگار اور تقویٰ شعار ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔

صوم کے معنی لغت کے اعتبار سے کسی کام سے رُک جانے کے ہیں۔ اسی سے یہ مقصد بھی واضح ہو جاتا ہے کہ خواہشاتِ نفسانی اور بُرے افعال و اقوال سے رُک جانا روزے کی روح ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ (روزہ ڈھال ہے) جس طرح ایک مسلمان میدانِ جنگ میں کافر کے وار سے بچاؤ کے لئے ڈھال کا استعمال کرتا ہے اور ڈھال وار کے روکنے کا کام دیتی ہے اسی طرح روزہ بھی تمام برائیوں سے بچاؤ کے لئے ایک ڈھال کا کام دیتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کی حالت میں اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے یا لڑائی جھگڑا کرے تو اسے کہہ دو کہ بھائی مجھے روزہ ہے۔

ہر چیز کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ روزے کا مقصد ہر برائی سے اجتناب کرنا ہے۔ نیکی کی طرف مائل ہونے کی ٹریننگ ہے۔ مسلمان پورا ایک مہینہ تزکیہ نفس کا سبق حاصل کرتا ہے یہ ایک تربیتی پروگرام ہے۔ جس سے مسلمان بُری لغزشوں سے نفس کا تزکیہ کر کے آخرت کے لئے نیک اعمال کا سامان بناتا ہے — کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے روزہ رکھا اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ اسی طرح جو ماہ رمضان کی رات کو عبادت کرے اس کے بھی پہلے گناہ معاف کئے جائیں گے اور جس نے لیلۃ القدر کی رات کو قیام کیا اس کے بھی گناہ بخشے جائیں گے۔ فقط نہ کھانا اور نہ پینا تو فاقہ ہے روزے اور فاقے میں بہت فرق ہے۔ اصل مقصود تزکیہ نفس ہے۔

خدا تعالےٰ ہم سب کو روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

"ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

★

دائمی زیست کا اب وقت ہے سامان کر لے

حافظ نور اللہ انور

خوابِ غفلت سے خدارا ہو مسلمان بیدار
تو مجاہد ہے سنبھل، تیغ اُٹھا، ہوشیار

ساری دنیا کو دکھا روشنئ خلقِ نبیؐ
پھر زمانے کو سُنا ذکرِ حسینؓ ابنِ علیؓ

عَلَم اسلام کا عالم پہ اُڑانا ہے تجھے
کُفر کا نام و نشاں آج مٹانا ہے تجھے

مال و زر راہِ الٰہی میں فدا کر مسلم
سرخرو حق سے ہو سر اپنا کٹا کر مسلم

کثرتِ کفر کا غم تجھ پہ نہ ہو گا طاری
جو رہا سر پہ ترے سایۂ لطفِ باری

نقشِ باطل کو مٹا نعرۂ توحید سے آج
رکھ لے جذبۂ بوبکرؓ و عمرؓ کی تو لاج

یاد پھر درسِ شہادت کو مسلمان کر لے
دائمی زیست کا اب وقت ہے سامان کر لے

۲۰ر دسمبر ۱۹۶۶ء

۳۰

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱/۲ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۶۶ء

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	۱۱
ششماہی	۶
سہ ماہی	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	۴۲
بحری ڈاک	۱۱
ہوائی ڈاک ششماہی	۲۱
بحری	۶
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۳-۴۰
بحری	۱۸-۸۰

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ بھیجو ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاکخانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

(مینیجر)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا